آزادی

کا سنگیت کتنا سہانا

سات سروں کا
ایک آہنگ
کثرت میں وحدت
کئی ذاتیں
کئی مذہب
کئی زبانیں
ہم سب ایک آزاد
طائر کی طرح پرواز کریں

ایک موسیقی کی لے پر
ہم سب متحد ہو جائیں
سُر باندھیں آہنگ اور
آہنگ باندھے لے
لے کی صرف سُر
ایک تان۔ ایک بھارت

سُروں کو ایک ہی آہنگ میں ہے ملاتا

محکمۂ اطلاعات و رابطہ عامہ، یوپی

I.W/NP 58 **RIZWAN** R.N. 2416/57

Gwynne Road, Lucknow 226 018 172/54 Mohammed Ali Lane

آیور فارما بسواں پیش کرتے ہیں بچوں کی صحت و تندرستی کے لیے

دو انمول تحفے

بَبلین

مساہی تیل

بچوں کے دانت نکلنے کے دنوں میں، بدہضمی
اور دیگر تکالیف میں
نہایت موثر

بچوں کے دانت نکلنے کے دنوں کی تمام تکالیف
سوکھا روگ، سردرد، جوڑوں کا درد، جلے کٹے
اور زخموں کے لیے نہایت مفید

ap

Mfd. By

Ayur Pharma, Biswan, Sitapur-261201

خواتین کا ترجمان

بانی: حضرت مولانا محمد ثانی حسنی

ماہنامہ
رضوان
لکھنؤ

جلد نمبر (۳۸)
شمارہ نمبر (۹)
ستمبر ۱۹۹۴ء

مجلس ادارت

ایڈیٹر:
محمد حمزہ حسنی

معاونین:
امامہ حسنی
میمونہ حسنی
اسحاق حسینی ندوی
جعفر مسعود حسنی ندوی

سالانہ چندہ

برائے ہندستان ...... ساٹھ روپے
غیر ملکی ہوائی ڈاک ...... ۱۵ امریکی ڈالر
فی شمارہ ...... پانچ روپے

نوٹ: ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں
RIZWAN MONTHLY

پتہ
ماہنامہ رضوان ۵۴/۲، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ (انڈیا)

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لئے نظامی آفسیٹ پریس میں چھپوا کر دفتر رضوان ۵۴/۲، محمد علی لین سے شائع کیا

اپنی بہنوں سے	مدیر	۳
کتاب ہدایت	مولانا محمد منظور نعمانی	۴
حدیث کی روشنی	سید عمار حسنی ندوی	۶
اسوۂ صحابہ	مولانا عبدالسلام ندوی	۷
اہل صادق پور کی جدوجہد	مولانا ابوالحسن علی ندوی	۹
حضرت سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رض	خالد معاویہ	۱۲
سیدنا حضرت امیر معاویہ رض	محمد اقبال حیدرآباد	۱۵
مکہ مشرفہ کا جاہ وجلال	بابو شفقت قریشی	۲۰
خواتین اور دین کی حفاظت	مولانا محمد اسحاق سندیلوی	۲۲
معاشرہ میں عورت کا مقام	مولانا عبداللطیف صدیقی	۲۴
سوال جواب	محمد طارق ندوی	۲۶
البانیہ کی ایک مسلم خاتون	سعدیہ حفظی ترجمہ سید مسعود حسن حسنی	۳۰
طب وصحت	حکیم محمد طارق محمود	۳۵
دسترخوان	ریحانہ نواب	۳۷
بچوں کا گوشہ	مائل خیرآبادی	۳۸

اپنی بہنوں سے

مدیر

ماؤں اور بہنوں کی عادات وخصائل، طرز زندگی اور رہائش، گفتگو اور اعمال کے اثرات لازمی طور پر بچوں کے معصوم دماغوں میں پرورش پاتے ہیں اگر مائیں اور بہنیں خود نیک ہوں گی ان کی نگاہ ودل پاک ہوں گے ان کی زندگی ستھری ہوگی، ان کے اعمال وکردار اچھے ہوں گے تو بچے بھی ان ہی اعمال وکردار کے حامل ہوں گے اس لیے ماؤں اور بہنوں پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ "تم میں ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کی بابت سوال ہوگا" ان میں کسی ایک کی خصوصیت اور کسی ایک کا استثناء نہیں ہے عورتوں کی ذمہ داری اس لیے زیادہ ہے کہ بچوں اور بچیوں کی پہلی تربیت گاہ اور تعلیم گاہ ان کی گودیں اور مجلسیں ہیں، آج جب کہ فحش وعریاں لٹریچر، گندے وحیا سوز ناولیں اور افسانے دلچسپ سے دلچسپ طریقہ سے تیار کیے جا رہے ہیں اور بڑی قوت وطاقت ان کو گھر گھر پہنچا رہی ہے اور شریف زادیوں اور حیادار بیٹیوں کے ہاتھوں میں بڑی آسانی سے یہ ناقابل برداشت لٹریچر پہنچ رہا ہے اور اس کا زہر دل ودماغ میں سرایت ہو رہا ہے۔ اس زہر کے تریاق کا کیا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے صرف چند کتابیں وہ بھی خشک غیر دلچسپ چند رسالے اور رسالے جن کا گھر گھر پہنچنا مشکل اور بعض دفعہ ناممکن ہوتا ہے خدا کا شکر ہے کہ اس کا احساس دیندار طبقوں میں پیدا ہوگیا ہے اور وہ ایک عرصہ سے اس کی کوشش کر رہے ہیں اور طاقت بھر ہاتھ پیر مار رہے ہیں اور بعض حلقوں سے اصلاحی اور مستند رسالے نکلنے لگے ہیں اور وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہیں مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کوشش کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی ضرورت ہے ایک دو رسالوں سے کام نہیں چل سکتا۔ بداخلاقی کی ہمہ گیر تحریک اور فحش لٹریچر کے اس سیلاب کے مقابلہ کے لیے جو آج بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جو بھی کوشش کی جائے اس کی ہمت افزائی کرتے ہوئے اس کو پھیلانے کی کوشش کرنا اخلاقی ودینی فرض ہے۔

کتابِ ہدایت

مولانا محمد منظور نعمانی

خدا کی صفات

دلوں میں اس کا یقین پیدا کرنا چاہتا ہے کہ ساری کائنات کو پیدا اور نیست سے ہست بھی خدا نے کیا ہے اور وہی اس کارخانۂ عالم کے سارے نظام کو بلا شرکت غیرے چلا رہا ہے ـــ زندگی اور رزق وغیرہ زندگی کے جو سامان جس کو مل رہے ہیں وہ اللہ ہی دے رہا ہے اور اس کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں نہ زندگی ہے نہ زندگی کی ضروریات اور اس کے سامان ہیں بلکہ وہی جس کو جب تک اور جتنا چاہتا ہے دیتا ہے اور جس کو دینا نہیں چاہتا نہیں دیتا۔

قرآن مجید کا کافی حصہ اسی مضمون سے متعلق ہے، چند آیتیں اس سلسلہ کی بھی یہاں پڑھ لیجئے ـــ سورۂ اعراف میں فرمایا:۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (اعراف ع ۷)

سن لو! اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور چلانا، بابرکت ہے اللہ جو پروردگار ہے ساری کائنات کا۔

اور سورۂ زمر میں فرمایا:۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ (زمر ع ۶)

اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا ذمہ دار ہے، زمین وآسمان (کے خزانے اور ان) کی کنجیاں اسی کے قبضہ اور تصرف میں ہیں۔

اور سورۂ روم میں مشرکین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ط هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ـ (الروم ع ۴)

اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور وہی تمہارا رازق ہے، پھر (وقت آنے پر) وہی تم کو موت دے گا اور پھر تم کو وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے ان شریکوں میں (جن کو تم عبادت اور دعا میں خدا کے ساتھ شریک کرتے ہو) کوئی ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے ـــ پاک ہے وہ اللہ اور برتر ہے ان کے شرک سے اور شریکوں سے۔

اور سورۂ شوریٰ میں فرمایا:۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (الشوریٰ ع ۲)

وہ اللہ زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے، اسی نے تم میں سے تمہارے واسطے جوڑے بنائے، اور چوپائیوں میں سے جوڑے بنائے وہی تمہیں زمین میں پھیلا اور بڑھا رہا ہے، نہیں ہے اس کی مثال کوئی، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے (سب کی سنتا اور سب کو دیکھتا ہے) زمین وآسمان (کے خزانے اور ان) کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، جسے چاہتا ہے روزی میں وسعت دیتا ہے، اور جسکے لیے چاہتا ہے تنگی کرتا ہے، وہ سب کچھ خوب جانتا ہے۔

اور سورۂ ابراہیم میں فرمایا:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ (ابراہیم ع ۵)

اللہ ہی وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور اتارا آسمان سے پانی، پھر پیدا کیے اس کے ذریعہ غلے اور میوے تمہاری روزی کے لیے، اور تمہارے قابو میں کیا کشتیوں کو کہ اس کے حکم سے (تمہارے کاموں میں) سمندر میں رواں دواں رہتی ہیں اور اس نے تمہارے کام کا بنایا نہروں کو ندیوں کو، (جن میں تم اپنی کشتیاں دوڑاتے ہو، اور ان کے پانی سے تم اپنے بہت سے کام کرتے ہو۔ اور تمہارے کام میں لگایا ہے سورج اور چاند کو جو برابر ایک نظام کے مطابق چلتے رہتے ہیں (اور جن سے تمہارے بہت سے منافع وابستہ ہیں) اور اسی نے تمہارے کام کا بنایا ہے دن اور رات کو (یعنی اس نے دن اور رات کا نظام ایسا قائم کیا جس تمہارے ضروریات اور مصالح کا تقاضا تھا، اور صرف یہی چیزیں تمہاری ضرورت کی اس نے نہیں بنائی ہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ بھی جو تمہاری زندگی کی ضروریات تھیں) اور زبان حال یا زبانِ قال سے جو کچھ تم نے اس سے مانگا اس میں سے تم کو اس نے دیا اور (اس کے اسی فضل وکرم سے تمہاری زندگی کا نظام چل رہا ہے، اور تم پر اس کے اتنے احسانات ہیں کہ) اگر تم شمار کرو تو نہ کر سکو گے، واقعہ یہ ہے کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

اور سورۂ مومن میں فرمایا:۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ط قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ـــ (المومنون ع ۵)

وہی اللہ ہے جس نے تمہارے (سننے کے لیے) کان (دیکھنے کے لیے) آنکھیں اور (سوچنے سمجھنے کے لیے) دل پیدا کیے (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو، اور وہی ہے جس نے تم کو (اس زندگی میں) زمین میں پھیلایا اور بڑھایا ہے، اور (یہاں سے جانے کے بعد) تم سب اسی کی طرف لیجائے جاؤ گے اور وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے (یعنی اسی کے ہاتھ میں زندگی اور موت کا نظام ہے) اور اسی کا کام ہے رات دن کا الٹ پھیر اور یکے بعد دیگرے ان کی آمد ورفت، تو کیا تم عقل وخرد سے بالکل کام نہیں لیتے (اور نہیں سوچتے کہ تمہارا رویہ اس خالق ومالک اور محسن کے کیا ہونا چاہیے)۔

اور سورۂ مومن میں ایک جگہ ارشاد فرمایا:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ـــ (مومن ع ۷)

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو مستقر بنایا اور آسمان کو چھت کی طرح بلند کیا اور اس نے تمہاری صورت گری کی اور ایسی اچھی صورتیں بنائیں، اور نفیس نفیس غذاؤں سے تمہیں رزق دیا، وہی اللہ تمہارا رب ہے بڑی برکت اور عظمت والا ہے، جو ساری کائنات کا پروردگار ہے۔

اور سورۂ انعام میں فرمایا:۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ (انعام ع ۲۰)

کہو! کیا اللہ کے سوا کسی اور کو میں اپنا رب بناؤں، حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے، اور اسی کی طرف سے سب کی پروردگاری ہو رہی ہے۔

سید عمار حسنی ندوی

حدیث کی روشنی

اعتماد و بھروسہ

قال اللہ تعالیٰ: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ آیَاتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بیشک ایمان والے وہ ہیں جب ان کے سامنے ذکر اللہ کا ہوتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں، اور جب ان پر آیتیں پڑھی جاتی ہیں، ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرنے والے ہیں۔

وَقَالَ تَعَالیٰ: فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ ○

(ارشاد باری ہے: جب تم پختہ ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَقَالَ تَعَالیٰ: وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

(اور ارشاد باری ہے: اس زندہ پر بھروسہ کرو جو نہ مرے گا)

وَقَالَ تَعَالیٰ: وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

(اور ارشاد باری ہے: اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا تو وہ اس کے لیے کافی ہوگا)

آپ کی توکل کی تعلیم

حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ میں نے مشرکین کے قدم دیکھے، ہم غار میں تھے اور وہ ہمارے سر پر، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں کا ایک بھی اپنے قدم کے نیچے دیکھے تو ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکرؓ تم ایسے دو کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

(بخاری و مسلم)

بغیر حساب و کتاب کے جنت والے

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے، وہ وہ بندگان خدا ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شگون بد نہیں لیتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(بخاری)

توکل کی خصوصیت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے، تو کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگوں نے کہا تمہارے لیے لوگوں نے بڑا سامان اور بڑی تیاری کی ہے، ان سے ڈرو، تو ان کا ایمان زیادہ ہوگیا اور انہوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ○

(بخاری)

أسوۂ صحابہؓ

مولانا عبد السلام ندوی

(قسط ۴۳)

تعلیم حدیث

صحابہ کرام اشاعت حدیث کے لیے تمام ممالک مفتوحہ میں پھیل گئے تھے اور لوگوں کو نہایت شوق کے ساتھ حدیث کی تعلیم دیتے تھے حضرت ابو ادریس خولانیؒ کا بیان ہے کہ میں حمص کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ میں جس میں ۳۲ صحابی تھے بیٹھ گیا، ایک شخص روایت حدیث کر چکا تو دوسرے صاحب اس سلسلہ کو شروع کرتے۔ نضر بن عاصم اللیثی کا بیان ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ نظر آیا جو نہایت خاموشی کے ساتھ ایک شخص کی طرف کان لگائے ہوئے تھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہؓ بن یمان ہیں۔

حضرت ابو الدرداءؓ دمشق میں رہتے تھے اور جب درس دینے کے لیے مسجد میں آتے تھے تو ان کے ساتھ طلبہ کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا جیسے بادشاہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن علم حدیث کا سب سے بڑا دار العلم مدینہ تھا، حضرت جابرؓ بن عبد اللہ خاص مسجد نبوی میں بیٹھ کر حدیث کا درس دیتے تھے، علامہ سیوطی حسن المحاضرہ میں لکھتے ہیں۔

جابر بن عبد اللہؓ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں تھا اور لوگ ان سے علم حاصل کرتے تھے،

ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہم بصرہ میں صحابہ کے مرویات سنتے تھے لیکن اس پر کافی اعتماد نہیں ہوتا تھا، اس لیے خود مدینہ میں آکر ان کی زبان سے ان کو سنتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ اکثر حدیثیں انصار کے یہاں ملیں۔

بعض صحابہ کو اگرچہ سلطنت کی طرف سے روایت حدیث کی ممانعت تھی لیکن سلطنت کا دباؤ ان کو اس مقدس فرض کے ادا کرنے سے روک نہیں سکتا تھا۔ حضرت ابو ذرؓ غفاری اسی قسم کے صحابی تھے لیکن وہ علانیہ کہتے تھے کہ "اگر تم لوگ میری گردن پر تلوار رکھ دو اور مجھے معلوم ہو کہ ایک کلمہ بھی جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ادا کر سکوں گا تو قبل اس کے کہ تلوار اپنا کام کرے میں اس کو ادا کر دوں گا"۔

خود امراء و سلاطین کو ضرورت ہوتی تھی تو وہ صحابہ کرام کو طلب فرماتے تھے اور روایت حدیث کی درخواست کرتے تھے، ایک دن حضرت زید بن ثابتؓ ٹھیک دوپہر کے وقت مروان کے دربار سے نکلے لوگوں کو تعجب ہوا کہ مروان نے اس وقت ان کو کیوں تکلیف دی؟ ان سے دریافت کیا تو فرمایا کہ "مجھ سے بعض حدیثوں کے متعلق پوچھنا تھا"۔

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبد الرحمان بن شبلؓ کو لکھ بھیجا تھا کہ لوگوں کو احادیث کی تعلیم دو اور جب میرے خیمہ کے پاس کھڑے ہو تب مجھے حدیثیں سناؤ۔

لوگ صحابہ کرامؓ کی خدمت میں طلب علم کے لیے آتے تھے تو وہ نہایت کشادہ دلی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کرتے تھے۔ حضرت ابو ہارون عبدیؒ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت ابو سعید خدریؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ مرحبا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے پاس دنیا کے گوشے سے بہت سے لوگ علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے۔ تم لوگ ان کے ساتھ بھلائی کرنا۔"

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک بار حضرت ابوہریرہؓ کی عیادت کو گئے، جب آدمیوں سے ان کا گھر بھر گیا تو انھوں نے خاکساری سے اپنے پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ لیٹے ہوئے تھے ہم لوگوں کو دیکھا تو اسی طرح پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا کہ میرے بعد تمہارے پاس لوگ تحصیل علم کے لیے آئیں گے ان کو مرحبا کہنا، تحیت دینا اور علم سکھانا۔

ایک بار حضرت سعد بن ہشامؓ مدینہ آئے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی کیفیت پوچھی، انھوں نے کہا حضرت عائشہؓ آپ کے وتر کی بہت بڑی عالم ہیں، انھوں نے حضرت حکیم بن افلح کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا، انھوں نے انکار کیا تو ان کو قسم دلائی اور اب وہ ساتھ ہو گئے" دروازے پر اذن طلب کیا، بولیں کون؟ بولے حکیم بن افلح، پھر فرمایا ساتھ میں کون ہے؟ بولے سعد بن ہشام" فرمایا "ہشام بن عامر جو احد میں شہید ہوئے؟ بولے "ہاں" فرمایا "نہایت اچھا آدمی تھا" اس تعارف کے بعد انھوں نے کہا کہ "آپ کے خلق کا حال بیان فرمائیے" بولیں "آپ کا خلق قرآن تھا، کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ پھر پوچھا "آپ رات کو تہجد کیونکر پڑھتے تھے؟ بولیں کیا تم سورہ مزمل نہیں پڑھتے؟ اس کے بعد اس تفصیل کے ساتھ ان کے تمام سوالات کے جوابات دیے کہ انھوں نے پلٹ کر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا "خدا کی قسم اس کا نام حدیث ہے۔"

اس تمدنی دور میں سب سے پہلے طلبہ کی علمی قابلیت کا امتحان لیا جاتا ہے پھر اس کو اساتذہ کے فیض تعلیم سے متمتع ہونے کا موقع ملتا ہے۔ لیکن صحابہ کرام کی درس گاہ میں طالبان علم سے صرف خلوص نیت کا امتحان لیا جاتا تھا، ایک بار حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس مدینہ سے ایک آدمی آیا اور کہا کہ "میں آپ کی خدمت میں صرف ایک حدیث کے لیے حاضر ہوا ہوں جس کی آپ روایت کرتے ہیں" بولے کسی ضرورت سے تو نہیں آئے؟ تجارت کی غرض سے تو نہیں آنا ہوا؟ اس نے کہا "نہیں" تو حدیث کی روایت کی۔

صحابہ کرام حدیث کی روایت فرماتے تو طالبان حدیث کا ہجوم ہو جاتا، ایک بار شقیا اصبحیؒ مدینہ آئے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے، پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا "ابوہریرہؓ" وہ درس دے چکے تو انھوں نے تنہائی میں جاکر ایک حدیث کی درخواست کی،

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت حدیث کرتے تھے تو سامنے آدمیوں کی دیوار کھڑی ہو جاتی تھی۔

ایک صحابی حدیث بیان کرتے تھے تو ان کے گرد آدمیوں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا تھا کہ ان کو کوٹھے پر چڑھ کر حدیث بیان کرنا پڑتا تھا۔

صفحہ ۶ کا بقیہ

ہلکے پھلکے دل والے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی ان کے دل پرندوں کے دل کے مثل ہوں گے۔

توکل کی بہتر قسم

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے، فرماتے تھے اگر تم بھروسہ کرو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تم کو اس طرح رزق دے جس طرح کہ چڑیوں کو دیتا ہے، صبح کو خالی پیٹ جاتی ہیں اور شام کو شکم سیر واپس آتی ہیں (ترمذی)

اہل صادق پور کی جدوجہد اور تنظیم جماعت

مسلمانوں کی عظیم الشان تنظیم

مولانا ابوالحسن علی ندوی

قسط ۳

مقدمۂ سازش ۱۸۶۴ء

حکومت کو اپنی متعدد شکستوں، زیر باری اور بدنامی سے سخت جھنجھلاہٹ تھی، اس نے اپنا یہ غصہ ہندستان کے ان رؤسا و شرفا پر اتارا جن کا کچھ تعلق سرحد کے مرکز یا اس تحریک سے ثابت ہوا اور انتقام کے جوش میں قانون بالائے طاق رکھ دیا، ۱۸۶۴ء میں اس نے آٹھ آدمیوں مولوی محمد جعفر صاحبؒ تھانیسری رئیس تھانیسر، مولانا یحییٰ علی صاحب عظیم آبادی، مولانا عبدالرحیم صاحب عظیم آبادی، محمد شفیع سوداگر و رئیس لاہور ان کے بعض کارندوں قاضی میاں جان اور بعد میں مولانا احمد اللہ صاحب رئیس پٹنہ عظیم آباد پر سازش کا مقدمہ چلایا اور ان کو پھانسی کی سزا دی، پھر ایک عجیب و غریب نکتہ سے پھانسی کی سزا منسوخ کر کے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی، "کتاب تواریخ عجیب" یا "کالا پانی" کے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں، جن سے حکومت کا غصہ اور ان حضرات کی استقامت معلوم ہوگی۔

"پارسن صاحب ہم تینوں آدمیوں کو ساتھ لے کر خوشی خوشی بسواری شکرم دہلی کو روانہ ہوا، شکرم میں سوار کرنے سے پہلے مجھ کو بیڑی، ہتھکڑی، طوق پہنا کر اور طوق میں بطور باگ ایک زنجیر ڈال کر اور اس کا سرا ایک مسلح سپاہی پولیس کے ہاتھوں میں دے کر اس کو میرے پیچھے بٹھایا اور پارسن صاحب اور ایک دوسرا انسپکٹر پولیس داہنے بائیں بھرے ہوئے طمنچوں کی جوڑیاں لے کر میرے بدن سے بدن ملا کر بیٹھ گئے، اس کے سوا پارسن صاحب بار بار مجھ کو راہ میں کہتا ہوا آتا تھا کہ اگر تم ذرا بھی حرکت کرو گے تو میں طمنچے سے تم کو مار دوں گا، علی گڑھ سے چل کر دہلی تک کھانا پینا تو درکنار کسی سخت ضروری حاجت کے واسطے بھی ہم نہ اتارے گئے، جب نماز کا وقت آتا تھا تو میں بلا طلب و اجازت تیمم کر کے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے نماز پڑھ لیتا تھا اور گاڑی بدستور چلی جاتی تھی اور وہ چپ چاپ میری نماز کا تماشا دیکھا کرتے تھے، آخر بصد مصیبت اس حال سے لوہے میں جکڑے ہوئے ہم دہلی میں داخل ہوئے جہاں لے جا کر زیر بنگلہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی کے ہم کو ایک تہ خانہ میں زندہ در گور بند کر دیا، دوسرے دن دہلی سے کرنال اور پھر کرنال سے انبالہ ہم کو لے گئے، جب ہم انبالہ میں پہنچے بہت رات جا چکی تھی، اسی طرح بے آب و دانہ ہم تینوں آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ تین پھانسی گھروں میں بند کر دیا، جہاں ہم شروع اپریل تک برابر بند رہے، دوسرے دن فجر کے وقت پارسن صاحب سپرنٹنڈنٹ اور میجر و تکفیل صاحب ڈپٹی انسپکٹر

جنرل پولیس اور کپتان ٹائی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ مثل یاجوج ماجوج کے میری کوٹھری میں آئے اور مجھ سے کہا کہ تم اس مقدمہ کا سب حال بتلا دو، تمہارے واسطے بہت بہتر ہوگا، میں نے کہا میں کچھ نہیں جانتا، اس وقت پارسن صاحب نے مجھ کو پہلے بہت دھمکایا اور پھر مارنا شروع کیا، جب میری مار حد کو پہنچی اور میں گر پڑا تو ٹائی صاحب اور ڈنکفیل صاحب کوٹھری کے باہر کھڑے ہوگئے اور جب اس قدر مار پر بھی میں نے کچھ نہ بتلایا تو وہ سب اس دن مایوس ہو کر چلے گئے، میں نے جب یہ کیفیت ظلم و تعدی کی دیکھی تو مجھ کو یقین ہوگیا کہ اب مجھ کو یہ لوگ زندہ نہ چھوڑیں گے، میرے ذمہ کچھ رمضان کے روزے باقی تھے، دوسرے دن میں نے ان کی قضا رکھنی شروع کر دی۔

دوسرے دن جب میں روزہ سے تھا، علی الصباح پارسن صاحب پھر آیا اور وہی کارروائی شروع کی، مگر تھوڑی زدوکوب کے بعد مجھ کو اپنی بگھی میں بٹھا کر ٹائی صاحب ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ پر لے گیا جہاں پر وہ دونوں صاحب یعنی ٹائی صاحب اور میجر ڈنکفیل صاحب بھی موجود تھے، اُس دن انہوں نے میری بڑی چاپلوسی کی اور کہا کہ ہم تحریری عہد کرتے ہیں کہ اگر تم دوسرے شرکاء اور معاونین جہاد کو بتلا دو تو تم کو سرکاری گواہ کر کے رہا کر دینے کے سوا بڑا عہدہ بھی دیویں گے اور بصورت نہ بتلانے کے تم کو پھانسی ہوگی، میں نے اس چاپلوسی پر بھی انکار کیا تو پھر پارسن صاحب ان دونوں سے انگریزی میں کچھ باتیں کر کے مجھ کو ایک الگ کمرہ میں لے گیا، جہاں لے جا کر پھر مارنا شروع کیا، میں کہاں تک لکھوں آٹھ بجے فجر سے آٹھ بجے رات تک مجھ پر اس قدر مار پیٹ ہوئی کہ شاید کسی پر ہوئی ہو لیکن بفضل الٰہی میں سب سہا گیا مگر اپنے رب سے ہر دم یہ دعا کرتا جاتا تھا کہ اے رب یہی وقت امتحان کا ہے، تو مجھ کو اس وقت ثابت قدم رکھیو، جب وہ ہر طرح مایوس ہوگئے تو لاچار بعد آٹھ بجے رات کے مجھ کو جیل خانہ کو واپس بھیج دیا، میں تمام دن روزے سے تھا، بنگلے سے نکل کر درخت کے پتوں سے روزہ افطار کر لیا اور جیل میں پہنچ کر جو میرے حصہ کا کھانا رکھا تھا اس کو کھا کر شکر الٰہی کر کے سو رہا جس دن میں ٹائی صاحب کے بنگلہ پر اس مار پیٹ کی لذت بنگلہ کے اندر اٹھا رہا تھا، اُس وقت منشی حمید علی صاحب تھانیسری تحصیلدار ترائن گرفتار صرف اس قصور پر کہ اُس نے میری گرفتاری سے چند برس پہلے اپنے کسی دنیاوی معاملہ میں مجھ کو ایک خط لکھا تھا اور بعض عملہ کچہری نے جو اس کے دشمن تھے اس خط کے معنی غلط بیان کر دیے تھے جس پر وہ غریب معزز عہدہ دار معطل ہو کر باہر برآمدہ میں غمگین بیٹھا تھا، میں اس کا غمگین چہرہ دیکھ کر اپنی تکلیف بھول گیا اور یہ خیال دل میں آیا کہ مجھ منحوس نالائق کو فقط ایک خط لکھنے پر یہ بیچارہ بے گناہ بھی پکڑا گیا، اگر اس کے بدلے مجھ کو ہی سزا ہو جائے اور یہ رہا ہو جائے تو بہت بہتر ہے، میں اپنی اس حالت زار میں اُس کے واسطے بہت دعا کرتا رہا، فضل الٰہی سے وہ ناکردہ گناہ آخر بری ہو کر پھر اپنے عہدہ پر بحال ہوگیا اور اب تک اول درجہ کا عہدہ دار ملک پنجاب میں ہے۔ اس تاریخ کے بعد پھر مجھ کو کبھی گواہ شاہد ہونے کی ترغیب نہیں دی گئی۔"

"دسمبر سے اپریل تک یہ سب دار و گیر ہو کر بماہ اپریل مجسٹریٹ ضلع انبالہ میں یہ مقدمہ پیش ہوا اور ہم سب لوگوں کو پھانسی گھروں سے نکال کر کچہری میں لیگئے، اُس وقت معلوم ہوا کہ میرا حقیقی بھائی محمد سعید میرے اوپر اور محمد رفیع حقیقی بھائی محمد شفیع کا اس کے اوپر پھانسی کی دھمکی سے گواہ ہوگئے اور اسی کارروائی سے پچاس ساٹھ آدمی جن میں اکثر مولوی ملا تھے، ہمارے اوپر گواہ بنائے گئے لیکن اکثر گواہ گواہی دیتے وقت بھی ہماری طرف دیکھ کر زار زار روتے جاتے تھے مگر بے بس، اگر گواہی نہ دیویں تو قطع نظر مار پیٹ کے پھانسی کا سامنا تھا اور یہ سب گواہ تا ادائے شہادت محکمہ سیشن کے مثل قیدی کے زیر حراست پولیس رکھے گئے تھے اور پولیس ہی سے ان کو عمدہ خوراک اور لباس ملتا تھا، چنانچہ لاکھوں روپے سرکار کا ان بے جا کارروائیوں پر صرف ہوگیا، اور مار پیٹ کی تو یہ حالت تھی کہ عباس نام کا ایک لڑکا جو مدت سے میرے گھر میں رہ کر پرورش پایا تھا، جب مجسٹریٹی میں گواہی دیتے وقت مجھ کو دیکھ کر مارے محبت کے جھوٹا اور آموختہ بیان میرے اوپر کرنے سے ہچکچایا تو اسی روز رات کو اس کو ایسی سخت سزا دی گئی کہ وہ بچہ اس صدمہ سے قبل از دو پیشی مقدمہ سیشن کے مر گیا مگر رفع بدنامی کے واسطے پارسن صاحب نے اُس کا مرنا کسی مرض سے مشہور کر دیا۔ جس دن ہم اول روز مجسٹریٹی میں حاضر کیے گئے تو میرا بھائی بھی بزمرہ گواہان زیر حراست پولیس تھا، اس نے مجھ کو بذریعہ ایک سپاہی پولیس کے یہ خبر بھیج دی کہ مجھ کو پولیس نے مار پیٹ کر تمہارے اوپر گواہ بنا لیا ہے، سو اب جس وقت بر سر اجلاس میرے اظہار تحریر ہوں گے تو میں اپنے اس بیان سے جو مار پیٹ کر لکھایا ہے پھر جاؤں گا، اس کے جواب میں میں نے اس کو کہلا بھیجا کہ میری قید اور رہائی کچھ تمہارے بیان پر موقوف نہیں ہے وہ خدا کے ہاتھ میں ہے، اگر تمہارا اظہار بحلف ہوا ہے تو اب اُس سے پھر جانے پر بجرم دروغ حلفی تم کو سزائے سخت ہو جاوے گی، میں تو پہلے سے پھنسا ہوا ہوں تمہارے پھنس جانے سے والدہ ضعیفہ صدمہ کھا کر ہلاک ہو جاوے گی، اس واسطے بہتر ہے کہ جو تم نے پہلے لکھایا ہے وہی اب بھی بیان کرو، لیکن باایں ہمہ جب اس کا اظہار میرے سامنے ہونے لگا تو وہ پہلے اظہار سے منکر ہوگیا، صاحب لوگ بر سر اجلاس اُس کا انکار سن کر اول تو بڑے غصے ہوئے مگر بوجہ اس کی صغر سنی کے اس کو کچھ سزا نہ دے سکے اس کا نام گواہوں سے کاٹ کر اس کو نکال دیا، کثرت گواہوں کے سبب سے ایک ہفتہ تک فقط یہی مقدمہ کچہری مجسٹریٹی میں پیش ہوتا رہا، صاحب لوگوں کا تعصب ہم لوگوں سے یہاں تک تھا کہ جب بر وقت دو پیشی مقدمہ کے ہم نے یہ درخواست کی کہ ہماری نماز کا وقت آگیا ہے ہم کو نماز پڑھنے کی اجازت بخشی جائے تو یہ اجازت بھی ہم کو نہ دی گئی مگر وہ ہمارا کیا کر سکتے تھے، ہم نے عین دوران مقدمہ تیمم کر کے بیٹھے ہوئے اشاروں سے نماز پڑھ لی، ایک ہفتہ کی کارروائی کے بعد ہمارا مقدمہ سیشن سپرد ہوا، اس وقت تک ہم پھانسی گھروں میں علیحدہ علیحدہ قید تھے، بعد سپردگی سیشن کے ہم سب کو ایک جگہ حوالات میں بند کر دیا، اب بعد ایک مدت کے تنہائی اور چلہ کشی کے جو ہم سب دوست ایک جگہ جمع ہوئے تو بڑی خوشی ہوئی گو کنوئیں میں تو سعدی کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتا تھا۔

خالد معاویہ بن داؤد معاویہ انصاری کلور کوٹ

حضرت سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا

نام عائشہ رضؓ لقب صدیقہ، طاہرہ، خطاب ام المومنین کنیت ام عبداللہ، سیدہ عائشہ رضؓ کے والد کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا، ابو بکر کنیت اور لقب صدیق تھا۔ والدہ کا نام زینب رضؓ اور کنیت ام رومان تھی۔

سلسلہ نسب

والد کی طرف سے سلسلہ نسب عائشہ رضؓ بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن ابن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر اور بن مالک ہے اور والدہ کی طرف سے عائشہ رضؓ بنت ام رومانؓ بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن شبیع بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک اور بن کنانہ ہے اس طرح ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ والد کی طرف سے قریشیہ تیمیہ ہیں اور والدہ کی طرف سے کنانیہ ہیں۔

اور یوں سیدہ عائشہ رضؓ کا والد کی طرف سے نسب ساتویں آٹھویں پشت میں حضور اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے گیارہویں پشت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے امام الانبیاء سید البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۱ ازدواجِ طیبات رضؓ تھیں ان میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ اپنے علم و فضائل و کمالات اور استاذ صحابہ رضؓ کا شرف حاصل ہونے کی وجہ سے امتیازی وصف رکھتی تھیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ کا عقد مبارک نبوت کے دسویں سال میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ عقد سے پہلے جبرائیل علیہ السلام نے سیدہ عائشہ رضؓ کی تصویر مبارک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی تھی اور کہا تھا کہ یہ آپؐ کے عقد مبارک میں آئے گی۔ سیدہ عائشہ رضؓ کا نکاح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا۔ آپ کا حق مہر ۵ سو درہم قرار پایا تھا۔ اور رخصتی اسلامی مہینے شوال المکرم اور انگریزی مہینے کے مطابق اپریل ۶۲۳ء میں ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسائل کے سلسلے میں جب بھی مشکلات پیش آتیں تو صحابہ کرامؓ اپنے مسائل کے حل کے لیے سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ کے حضور جایا کرتے تھے۔ صحیح ترمذی میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہ صدیقہ رضؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات ہم کو نہ ملی ہوں۔

فضائل و کمال

علمی حیثیت سے سیدہ عائشہ رضؓ کو نہ صرف عام عورتوں، امہات المومنین، خاص خاص صحابیوں پر اور چند بڑے بڑے بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر برتری حاصل تھی۔

عطا بن الرباح تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضؓ سب سے زیادہ فقیہ، خاص علوم میں سب سے اچھی رائے والی تھیں (مستدرک حاکم) جلیل القدر تابعی ابو سلمہؒ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا جاننے والا اور رائے میں اگر اس کی ضرورت پڑے ان سے زیادہ فقیہ اور آیتوں کے شان نزول اور فرائض و مسائل سے واقف کار سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ (مسند مذکور)

امام زہریؒ جنھوں نے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں تربیت پائی فرماتے ہیں سیدہ عائشہ رضؓ عام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے

احادیث کا حفظ کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اشاعت کا فرض دیگر ازواج مطہراتؓ بھی کیا کرتی تھیں لیکن سیدہ عائشہ رضؓ کے مقام اور درجہ کو کوئی بھی نہ پہنچی۔ سیدہ عائشہ رضؓ سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ امام زہریؒ نے فرمایا اگر مردوں کا اور امہات المومنینؓ کا علم ایک جگہ جمع کیا جاتا تو سیدہ عائشہ رضؓ صدیقہ کا علم سب سے زیادہ وسیع ہو جاتا۔ (مستدرک حاکم)

ایک دن خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک درباری سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے اس نے کہا امیر المومنینؓ آپؓ امام السیاست سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ اس نے کہا اگر یہ بات ہے تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضؓ ہیں۔

حواری رسولؐ کے لخت جگر عروہ بن زبیر رضؓ کا قول ہے میں نے حلال و حرام علم اور طب میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا (مستدرک حاکم)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کسی عورت سے اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک جبرائیل علیہ السلام امین اللہ کی طرف سے وحی لے کر نہ آئے ہوں سیدہ عائشہ رضؓ کے نکاح میں بھی یہی صورت پیش آئی۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین سید البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں بہت سے لوگ کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم کے کمال کو کوئی نہ پہنچی۔ لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ کی فضیلتیں تمام عورتوں پر ایسی ہیں جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر۔ (صحیح بخاری)

اخلاق و عادات

ام المومنین سیدہ عائشہ رضؓ نے بچپن سے لے کر جوانی تک کا سارا زمانہ امام الانبیاء سید الکونین خاتم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزارا جو دنیا میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے آئے تھے اور جس کے روئے جمال کا غازہ انک لعلیٰ خلق عظیم ہے سیدہ عائشہ رضؓ کا اخلاق بہت اونچا تھا وہ نہایت سنجیدہ، فیاض، قانع، بردبار عبادت گزار اور رحمدل تھیں۔

قناعت پسندی

عورت اور قناعت پسندی دو مخالف چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ میں نے (معراج کی شب) دوزخ میں سب سے زیادہ عورتوں کو دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے وجہ دریافت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہروں کی ناشکرگزاری کی وجہ سے، لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ کی ذات ان تمام باتوں سے پاک تھی۔ انھوں نے اپنی ازدواجی زندگی نہایت سادہ طریقے سے گزاری۔ انھوں نے ساقی کوثر شافع محشر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی عمدہ لباس، قیمتی زیور، لذیذ الوان نعمت اور عالی شان عمارت کی فرمائش نہیں کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد ایک دفعہ کھانا طلب فرمایا پھر فرمایا میں کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتی

کر مجھے رونا نہ آتا ہو۔ آپؓ کے شاگرد نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا مجھے وہ زمانہ یاد آتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو چھوڑا خدا کی قسم دن میں دو دفعہ کبھی سیر ہو کر آپ نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔ (ترمذی۔ زہد)

دلیری

سیدہ عائشہؓ نہایت دلیر تھیں۔ غزوہ احد میں مسلمانوں میں جب اضطراب برپا تھا اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ غزوۂ خندق میں چاروں طرف سے مشرکین محاصرہ کیے ہوئے تھے اور شہر کے اندر یہودیوں کے حملہ کا خوف تھا آپؓ بے خطر قلعہ سے نکل کر مسلمانوں کا نقشہ جنگ معائنہ کرتی تھیں۔ جنگ جمل میں وہ جس شان سے فوجوں کو لائیں وہ بھی ان کی شجاعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

شوہر کی اطاعت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری اور آپ کی مسرت و رضا کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتیں۔ اگر ذرا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر حزن و ملال و کبیدہ خاطری کا اثر نظر آتا تو بے قرار ہو جاتیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کا اتنا خیال رکھتیں کہ ان کی کوئی بات نہ ٹالتی تھیں۔ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خفا ہو کر ان سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھیں لیکن آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیالی لوگوں سے سفارش کی تو انکار نہ کیا۔

فیاض و سخی

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا اخلاق سب سے ممتاز جوہر ان کی طبعی فیاضی اور کشادہ دستی تھی۔ سیدہ عائشہؓ اور سیدہ اسماءؓ دونوں بہنیں تھیں نہایت کریم النفس اور فیاض تھیں۔ سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے زیادہ سخی اور صاحب کرم میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ ام المومنین سیدہ عائشہؓ رقم جوڑ کر جمع کرتی تھیں جب رقم اکٹھی ہو جاتی تو بانٹ دیتی تھیں اور سیدہ اسماءؓ جو کچھ پاتیں بانٹ دیتی تھیں۔ (امام بخاری)

ایک مرتبہ امام السیاست خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم بھیجے شام ہونے تک ایک حصہ بھی اپنے پاس نہ رکھا سب محتاجوں اور یتیموں کو دے دیا۔ اتفاق سے اس دن سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا روزہ تھا۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے سامان کے لیے کچھ تو رکھا ہوتا تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ تم نے یاد دلایا ہوتا۔ (مستدرک حاکم)

پردے کا اہتمام

ام المومنین صدیقہ کائنات سیدہ عائشہؓ پردے کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ آیت حجاب کے بعد تو یہ تاکیدی فرض ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر چند بی بیوں نے عرض کی کہ اے ام المومنین چلیے حجر اسود کا بوسہ لے لیں فرمایا تم جا سکتی ہو میں مردوں کے ہجوم میں نہیں جا سکتی۔
(صحیح کتاب طواف النساء)

مردوں سے شریعت میں پردہ جائز نہیں لیکن ان کا کمال احتیاط دیکھیے کہ وہ اپنے حجرہ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن ہونے کے بعد بے پردہ نہیں جاتی تھیں۔ (ابن سعد)

وفات

خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری حصہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ رمضان کے مہینہ میں بیمار ہوئیں اور ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ ہجری مطابق ۱۳ جون ۶۷۸ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو امام الانبیاء سید البشر خاتم الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اہل بیت عظامؓ اور امہات المومنینؓ سے محبت اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تحریر: محمد اقبال، حیدر آباد

سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ کو اس حالت میں اٹھائیں گے کہ قیامت کے دن ان پر نور کی ایک چادر ہوگی

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی کاتب وحی خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۲۰ سال تک مسلمانوں کے متفقہ خلیفہ رہے۔ ختم نبوت کے اولین باغی مسیلمہ کذاب کے قتل میں حضرت وحشیؓ کی معاونت کی۔ سیدنا حضرت معاویہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال قبل مکہ مکرمہ میں حضرت ابو سفیانؓ ابن حرب کے ہاں ۶۰۵ء کو پیدا ہوئے شجرۂ نسب پانچویں پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ شمشیر زنی میں آپ کو ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ عمرۃ القضاء ۷ھ اسلام لائے لیکن اپنے والد حضرت ابو سفیانؓ کے ڈر کی وجہ سے اس کا اظہار فتح مکہ کے دن کیا۔ (البدایہ ج ۸ ص ۱۱۷)

جب مکہ فتح ہوا تو حضرت امیر معاویہؓ نے محض صحبت نبویؐ اور لسان رسالت سے بلا واسطہ تعلیمات حاصل کرنے کے لیے اپنے آبائی شہر مکہ مکرمہ کی امیرانہ زندگی چھوڑ کر مدینۃ الرسولؐ میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی جیسا کہ مسلم ج ۱ ص ۴۸۵ میں ہے۔ فاطمہ بنت قیس عدت گزار رہی تھیں آپؐ نے فرمایا عدت کے بعد مجھے اطلاع دینا۔ انھوں نے عدت کے بعد پیغام نکاح دینے والے حضرت معاویہؓ، ابو جہم اور اسامہ بن زید ذکر کیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہؓ تو فقیر ہیں اور ان کے پاس مال نہیں۔ حضرت معاویہؓ نے یہ فقیرانہ زندگی محض صحبت نبویؐ کے لیے مدینہ میں اختیار فرمائی ورنہ مکی زندگی میں انھیں کس چیز کی کمی تھی۔

جب حضرت معاویہؓ پوری اسلامی دنیا کے امیر المومنین تھے اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ کی طرح آپ کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے تھے اور دمشق کے بازاروں میں پھرتے تھے۔ یونس بن میسرہؒ فرماتے ہیں۔

"میں نے حضرت معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں دیکھا آپ کے گریبان پر پیوند لگے ہوئے تھے"
(البدایہ ج ۸ ص ۱۳۴)

ابو حملہ کہتے ہیں۔

"میں نے حضرت امیر معاویہؓ کو خطبہ دیتے وقت دیکھا کہ آپ کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے تھے"
(البدایہ ج ۸ ص ۱۳۳)

کاتب وحی

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو سفیان نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے تین چیزیں عطا کر دیں۔"

آپؐ نے فرمایا

"اچھا"

انھوں نے عرض کی۔

"آپ مجھے کسی لشکر کا امیر بنا دیں تاکہ میں کفار سے اس طرح لڑوں، جس طرح مسلمانوں سے لڑتا رہا۔"

آپؐ نے یہ منظور فرما لیا۔

دوسری عرض یہ کی کہ

"حضرت معاویہؓ کو اپنے سامنے کاتب بنالیں۔"

آپؐ نے یہ بھی منظور فرمالیا۔

تیسری عرض یہ کی کہ

"میری دوسری لڑکی سے بھی نکاح فرمالیں"

آپؐ نے فرمایا۔

"یہ میرے لیے حلال نہیں۔"

ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امینؑ سے امیر معاویہؓ کو کاتب بنانے کا مشورہ لیا تو جبرئیلؑ نے فرمایا۔

"انھیں کاتب بنالیں' وہ امین ہیں۔"

امام طبرانیؒ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

ام حبیبہؓ کی باری کا دن تھا۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

آپ نے پوچھا۔

"کون ہے؟"

جواب دیا گیا کہ۔

"معاویہؓ ہیں۔"

آپؐ نے اندر آنے کی اجازت دی۔ ان کے کان پر قلم رکھی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"معاویہ! تیرے کان پر یہ کیسا قلم ہے؟"

انھوں نے عرض کی کہ

"یہ قلم ہے جسے میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے تیار کر رکھا ہے۔"

آپؐ نے فرمایا۔

"اللہ تجھے اپنے نبی کی طرف سے جزا خیر دے۔ خدا کی قسم میں نے اسے وحی الٰہی سے کاتب بنایا ہے اور میں کوئی چھوٹا بڑا کام وحی کے بغیر نہیں کرتا۔"

"معاویہؓ تیرا کیا حال ہوگا' جب اللہ تجھے خلافت کی قمیص پہنا دے گا۔"

یہ پیش گوئی سن کر حضرت ام حبیبہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا بیٹھیں اور عرض کرنے لگیں۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ' معاویہؓ کو خلافت کی قمیص پہنائے گا؟"

فرمایا۔

"ضرور پہنائے گا۔ لیکن اس میں کچھ دشواریاں اور پریشانیاں بھی ہیں۔"

حضرت ام حبیبہؓ نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کے لیے دعا فرما دیجئے' تاکہ وہ پریشانیاں اور دشواریاں دور ہو جائیں۔"

آپؐ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے اللہ! معاویہ کو ہدایت فرما دیجئے اور پریشانیوں سے دور رکھ' دنیا اور آخرت میں اس کی مغفرت فرما۔"

(البدایہ والنہایہ ص ۱۲۰ ج ۸)

غور فرمائیے! رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی امارت کو خلافت کہا ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ۔

ایک دن جبرئیلؑ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور فرمایا۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! معاویہ کو پیر اسلام دو کیونکہ وہ اللہ کی کتاب اور اس کی وحی پر اللہ کے امین ہیں۔"

کتابت وحی کے ساتھ حضرت امیر معاویہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خدمات بھی انجام دیتے رہے حتیٰ کہ عمرہ جرانہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک بھی حضرت امیر معاویہؓ نے کاٹے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ کے بال اور ناخن اتارے۔ کچھ لوگ لے گئے' کچھ پاس رکھ لیے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ۔

حضرت معاویہؓ نے مجھے فرمایا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قینچی سے مروہ کے پاس میں نے کاٹے تھے۔"

(مسلم ج ۸ ۴۰/۱)

کیا حضرت معاویہؓ کا صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مدینہ میں زندگی بسر کرنا' کتابت وحی جیسی عظیم الشان خدمت انجام دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم میں رہ کر دوسری خدمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کرنا اور آپؐ کا ان کے لیے خصوصی دعائیں فرمانا' ان کے بلند پایہ صحابی ہونے کے لیے کافی نہیں۔

صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ نے ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کافی ذخیرہ محفوظ کیا۔ کتب۔ احادیث میں ۱۶۳ احادیث آپؓ سے مروی ہیں صحابہ کرامؓ میں حضرت ابن عباسؓ ابو الدرداءؓ جریر بن عبد اللہؓ نعمان بن بشیرؓ عبد اللہ بن عمرؓ عبد اللہ بن زبیر ابو سعید الخدریؓ سائب بن یزیدؓ ابو امامہ بن سہلؓ نے اور تابعین میں سعید بن المسیب اور حمید بن عبد الرحمٰن نے آپ سے روایت لی ہیں۔

(تہذیب الاسما نووی ص ۱۳۲)

اسلام لانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین اور تبوک میں شریک ہوئے (البدایہ ج ۸) انہی خصوصیات کی وجہ سے حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی ان کو اپنے دور میں ممتاز مقام دیا۔ حضرت عمرؓ نے انھیں شام وغیرہ کا گورنر بنایا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں اسی عہدہ پر برقرار رکھا گیا اور ایک وہ وقت آیا کہ جب پانچ سالہ خانہ جنگی کے بعد پوری امت آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی' حضرت معاویہؓ کی خلافت و حکومت دیگر پانچ صحابہؓ سے جو یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے طویل ہے۔ ان کو تقریباً بیس سال حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اتنا طویل عرصہ حکومت کی جائے اور ملک میں امن امان قائم رہے۔ کسی دشمن کو بغاوت کرنے یا خلافت کے خلاف تحریک چلانے کی جرأت نہ ہو' اس سے ان کی سیاست اور جہاں بانی کے ملکہ کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں آپ نے بہت کی فتوحات کیں۔ آپ کے غزوات کی پیش گوئی لسان رسالت سے مل چکی تھی حدیث پاک میں ہے حضرت ام حرام فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میری امت میں پہلا لشکر جو بحری لڑائی کرے گا ان کے لیے جنت واجب ہو گی۔"

(بخاری)

ام حرام فرماتی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ان کے ہاں آرام فرمایا۔ سو گئے' جاگے تو مسکرا رہے تھے' ام حرام نے عرض کی کہ:

"کون سی چیز آپؐ کے مسکرانے کا سبب بنی؟"

فرمایا۔

"میری امت کے کچھ لوگ بحری جہاد کرتے ہوئے مجھے خواب میں دکھائے گئے' جیسے بادشاہ تختوں پر جلوہ گر ہوتے ہیں' انھیں دیکھ کر خوش ہوا ہوں۔"

ام حرام نے عرض کی۔

"دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں شامل کر دے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر سو گئے' جاگے تو مسکرا رہے تھے ام حرام نے پوچھا تو فرمایا۔

"میری امت کے لوگ سمندر میں جہاد کرتے ہوئے دکھائی دیئے جیسے بادشاہ تختوں پر ہوں۔"

عرض کی۔

"دعا کریں اللہ مجھے ان میں شامل فرما دے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم پہلی جماعت میں ہو۔"

(بخاری ج ۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب ۲۸ ہجری کو عہد عثمانؓ میں پورا ہوا۔ یہ غزوہ حضرت امیر معاویہؓ کی قیادت میں ہوا۔ چنانچہ امام طبریؒ فرماتے ہیں۔

"حضرت امیر معاویہؓ کی قیادت میں ۲۸ ہجری میں قبرص پر پہلا بحری حملہ ہوا۔ قبرص آپؓ نے فتح کر لیا اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت اور ان کی زوجہ ام حرام (جن کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت کی دعا فرمائی) حضرت مقدادؓ' حضرت ابو الدرداءؓ اور حضرت شدادؓ جیسے کبار صحابہؓ بھی شریک تھے۔"

(طبری ج ۳ ص ۳۱۵)

ام حرام فتح کے بعد واپسی پر خچر پر سوار ہوتے وقت گر کر شہید ہو گئیں۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرانے کا شرف سیدنا ابو ہریرہؓ کو حاصل تھا۔ ایک روز وہ کسی وجہ سے یہ خدمت انجام نہ دے سکے تو حضرت

معاویہؓ نے یہ خدمت سرانجام دی اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار سر اٹھا کر اور معاویہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"رات اور دن کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا جب تک معاویہ کو حکومت نہ ملے۔"

سیدنا حضرت فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دن رات کی گردش اس وقت ختم نہیں ہوگی جب تک معاویہ خلیفہ نہ ہو جائیں گے۔"

(البدایہ والنہایہ ج ۸)

حضرت معاویہؓ چھٹے نمبر پر مسند خلافت پر براجمان ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلافت ملی، دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ تیسرے نمبر پر حضرت عثمانؓ آئے، ان کے بعد چوتھے نمبر پر حضرت علیؓ کو خلافت ملی۔ حضرت علیؓ رمضان کے مہینے میں شہید ہو گئے، پھر حضرت حسنؓ کے پاس خلافت آئی۔ چند ماہ خلیفہ رہے پھر حضرت حسنؓ خلافت سے دستبردار ہو گئے اور زمام حکومت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت حسنؓ نے خلافت سے دستبردار ہو کر اور حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے اپنے نانا کی اس پیش گوئی کو پورا فرما دیا۔ جب حضرت حسنؓ ابھی بچے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

"میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔"

(بخاری شریف)

سیدنا حضرت حسنؓ کا آپ کے دست پر بیعت کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپؓ کی خلافت میں کسی طرح کی خامی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہؓ پورے بیس سال بحیثیت خلیفۃ المسلمین رہے صحابہ کرامؓ اور تابعین کرام سب آپ پر متفق تھے پورے بیس سال میں کسی ایک صحابی، کسی تابعی کا قول نہیں ملتا جس نے آپ کے نظام میں رخنہ نکالا ہو۔ جلیل القدر صحابیؓ خلافت راشدہ کے عظیم مدبر و باصلاحیت جرنیل اور بیس کے لگ بھگ حجاز مقدس سے افریقہ اور بحیرۂ روم سے بحیرۂ اوقیانوس تک پھیلی ہوئی اسلامی ریاست کے متفق علیہ اور ہر دلعزیز خلیفہ برحق سیدنا حضرت امیر معاویہؓ ہیں جن کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے اللہ! معاویہ کو ہادی و مہدی بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔"

فرمایا

"معاویہؓ میرا رازدان ہے جس نے معاویہ سے محبت کی نجات پا گیا جس نے معاویہ سے بغض رکھا ہلاک ہو گیا (تطہیر الجنان ص ۱۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ ان پر ایمان کے نور کی ایک چادر ہو گی۔"

(کنز العمال ج ۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کے حق میں دعا فرمائی۔

"اے اللہ! معاویہ کو کتاب یعنی قرآن مجید کا علم عطا فرما اور حساب کا علم یعنی امور مملکت چلانے کا فن عطا فرما۔ اے اللہ! معاویہ کو عذاب سے بچا اور اسے جنت میں داخل فرما۔"

عبادت

صحابی جلیل حضرت ابو الدرداءؓ نے اہل شام سے فرمایا۔

"میں نے تمہارے امام حضرت معاویہؓ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا۔"

(منہاج السنۃ ج ۳)

رعایا کا خیال

حضرت معاویہؓ کا معمول یہ تھا کہ آپؓ دن رات پانچ مرتبہ عام ملاقات کی اجازت دیتے تھے۔ صبح تلاوت اور صلوۃ الضحی کے بعد ناشتہ آتا جو رات کا بچا ہوا عموماً ہوتا تھا۔ ناشتہ کے بعد آپؓ مسجد میں کرسی پر

بیٹھ جاتے، کمزور دیہاتی، بچے، عورتیں، بے کس لاوارث سب آپؓ کے سامنے پیش کیے جاتے تھے ہر شخص اپنی شکایت پیش کرتا اور جب کوئی فریادی نہ رہتا تب آپؓ قصر امارت میں تشریف لے جاتے تھے۔

(مروج الذہب مسعودی ج ۲)

آپؓ نے ایک آدمی مقرر کیا ہوا تھا جو لوگوں کی حاجتیں معلوم کرنے پر آپؓ کو اطلاع دیتا تھا۔ (البدایہ ج ۸)

حضرت سعد بن ابی وقاص ان دس خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہیں اس دنیا میں ہی لسان نبوت سے جنت کی بشارت مل چکی تھی فرماتے ہیں کہ میری نگاہوں نے حضرت عثمانؓ کے بعد اس دروازے والے (حضرت معاویہؓ) سے حق سے فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا

امیر معاویہؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ:

"علیؓ مجھ سے بہتر اور مجھ سے افضل ہیں اور میرا ان سے اختلاف صرف عثمانؓ کے قصاص کے مسئلہ میں ہے اگر وہ خون عثمانؓ کا قصاص لے لیں تو اہل شام میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلے میں ہوں گا۔"

(البدایۃ النہایہ ج ۷)

حضرت علیؓ کی حیات میں کبھی دعویٰ خلافت نہیں کیا۔ جب قیصر روم نے مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا سیدنا امیر معاویہؓ کو اطلاع ہوئی تو آپؓ نے قیصر روم کو خط لکھا اور اسے رومی کتے کے خطاب سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کی ٹھان لی تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے ساتھی (حضرت علیؓ) سے صلح کر لوں گا اور پھر تمہارے خلاف ان کا جو لشکر روانہ ہو گا میں علی مرتضیٰ کے لشکر میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو جلا ہوا کوئلہ بنا دوں گا اور تمہاری حکومت کا جڑ مولی کی طرح اکھاڑ پھینکوں گا۔"

(تاج العروس)

اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو مقرر کردہ وظائف دبے بہا عطیات دیا کرتے تھے دونوں صاحبزادے ہر سال بلاناغہ آپؓ کے ہاں دمشق جاتے آپ دونوں کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک سے حضرت معاویہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا۔

"کیا کہوں اس شخص کے حق میں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع اللہ لمن حمدہ کے جواب میں ربنا لک الحمد کہی۔"

پھر ان سے سوال کیا گیا کہ:

"معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز افضل ہیں؟"

تو فرمایا کہ:

"حضرت معاویہؓ تو معاویہ ان کے ناک میں پڑی ہوئی غبار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر یا جہاد میں پڑی وہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے۔"

ایک بزرگ حضرت معافی بن عمران سے یہی سوال کیا گیا تو غضبناک ہو گئے، پوچھنے والے کو فرمایا۔

"کیا تو ایک صحابی کو تابعی کی مانند سمجھتا ہے؟"

پھر فرمایا۔

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی صہر کاتب اور اللہ کی وحی پر امین تھے۔"

اور فرمایا۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ اور میرے صہر کے رشتہ والوں کو چھوڑ دو جس نے ان کو برا بھلا کہا اس پر اللہ، ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت۔"

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

"اگر معاویہؓ کے گھوڑے کے نتھنوں سے نکلنے والا غبار مجھ پر پڑ جائے تو میں سمجھوں گا کہ میری نجات کی راہ نکل آئی۔"

حضرت معاویہؓ نے محکمہ ڈاک قائم کیا مختلف مقامات پر چوکیاں بنائیں جہاں ہر وقت تازہ گھوڑے موجود رہتے۔ قاصد گھوڑوں پر سوار ہو کر پیغام لے کر جاتے اگر کہیں گھوڑا تھک

بابو شفقت قریشی سام

روئے زمین کی سب سے مبارک سرزمین

مکہ معظمہ کا جاہ و جلال

مکہ وہی مقدس شہر ہے جو اپنی گود میں مسجد الحرام اور بیت اللہ جیسے عظیم و مبارک مقامات کو لئے ہوئے ہے

مکہ معظمہ کو دنیا میں وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے جو کسی اور شہر کو نہیں روئے زمین کی سب سے مبارک سرزمین وہی ہے جو مکہ مکرمہ کہلاتی ہے۔ جس میں اللہ کا گھر ہے جو پوری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ و کعبہ ہے اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہے اور اس کے حج کے لیے دور دراز علاقوں سے فرزندان توحید ہر سال آتے ہیں سرکار دو جہاںؐ کی ولادت اسی مقدس شہر میں ہوئی۔ اللہ نے اسی شہر کی قسم قرآن مجید میں کھائی۔ اسے مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے جو اس کی عزت و عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے اس کا سب سے زیادہ مشہور نام بکہ یا مکہ ہے۔ سورۃ آل عمران آیت ۹۶ میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: "تحقیق پہلا گھر جو لوگوں کے لیے اعبادت کے واسطے مقرر کیا گیا ہے وہی ہے جو (بکہ) مکہ میں ہے۔"

بکہ یا بک کے معنی جائے ہجوم یا آبادی کے ہیں بکہ کہلانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں جا کر بڑے بڑے فرعونوں کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ بعض مورخین نے اس مقدس شہر کا پرانا نام مکاربا بتایا ہے جو بعد میں صرف مکہ رہ گیا تھا۔ مکہ، مک سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ہلاک اور برباد کر دینے کے ہیں اس مقدس شہر کو مکہ کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ گناہوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے اور ظلم اور کج روی اختیار کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں ہلاک کر دیتا ہے (مظاہر الحق جلد دوم) مک جذب کرنے کو بھی کہتے ہیں چونکہ یہ مقدس شہر گناہگاروں کے گناہوں کو جذب کر لیتا ہے اس وجہ سے بھی مکہ کہلاتا ہے۔ مکہ کی سرزمین کو قرآن نے وادی ذی زرع بھی کہا ہے دوسرے ناموں میں سے کچھ نام یہ ہیں۔ حاطمہ (غرور کو توڑنے والا) المعاد (جائے پناہ) باسر (ملحدوں کو ہلاک کرنے والا) ام القریٰ (شہروں کی ماں) بلد الامین (پر امن شہر) ام، ام القرش، القادس الصلاح۔ الطیب، المامون، العروض اور الکوثی وغیرہ۔

بکہ یا مکہ۔ حضرت ابراہیمؑ نے آباد کیا تھا آپ کو بتایا گیا تھا کہ جہاں دعوت حق کا مرکز بیت اللہ شریف تعمیر ہونا ہے وہ جگہ حجاز کی ایک بے آب و گیاہ ذی زرع وادی میں کوہ فاران کے قریب ہے اور اس جگہ کا نام مکہ ہے انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو جن کی پیدائش ۲۰۷۴ قبل مسیح میں ہوئی اس مقام پر آباد کرنے کا فیصلہ کر لیا حضرت ہاجرہ اور دودھ پیتے بچے اسمٰعیلؑ کو ایک سنسان وادی جس میں اس وقت ایک انسان بھی موجود نہ تھا۔ کھجوروں کا ایک تھیلہ اور پانی کا مشکیزہ دے کر جب وہاں سے جانے لگے تو وفا شعار بیوی نے پوچھا۔

"اے اللہ کے نبی! اس لق و دق اور بے آب و گیاہ وادی میں ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہو؟"

فرمایا۔

"اللہ پر"

حضرت ہاجرہؓ نے جواب دیا۔

"تو پھر میں اللہ پر راضی ہوں"

جب آب زم زم کا چشمہ پھوٹا تو غیر آباد وادی میں آبادی کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے۔ جرہم قبیلے نے پانی کے چشمے کے قریب حضرت ہاجرہ سے آباد ہونے کی اجازت حاصل کر لی اور حضرت اسمٰعیلؑ اسی قبیلے کے لوگوں میں جوان ہوئے۔ ان کی اولاد یہاں ہی پھلی پھولی حضورؐ نے فرمایا:

"یہ بلد الامین اللہ کو بہت محبوب ہے۔"

مکہ وہی مقدس اور عزت و حرمت والا شہر ہے جو اپنی گود میں مسجد الحرام اور بیت اللہ جیسے عظیم اور مبارک مقامات کو لیے ہوئے ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

ترجمہ: "اور جب کہا ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجئے۔" (سورۃ ابراہیم۔ ۳۵)

"اور (قسم ہے) اس امن والے شہر کی۔" (سورۃ التین)

"مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کیا کروں جس نے اس کو حرام بنایا۔" (سورۃ النمل۔ ۹۱)

مکہ مکرمہ تینوں براعظموں کے وسط میں (۲۱) ارجہ شمالی پر آباد ہے۔ زمین کی ناف دنیا کا وسط اور ام القریٰ یعنی شہروں کی ماں ہے انسائیکلوپیڈیا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں مکہ کا کل رقبہ ۱۰ مربع میل تھا۔ یہ امن کا شہر سطح سمندر سے ۳۵۰ میٹر اونچائی پر بے آب و گیاہ پہاڑیوں کے دو سلسلوں کے درمیان تنگ سی وادی میں واقع ہے۔ مکہ معظمہ جدہ سے بطرف مشرق واقع ہے آب و ہوا گرم و خشک ہے لوگ جلالی اور مستغنی ہیں۔ کھانے پینے کی تمام اشیاء بکثرت دستیاب ہوتی ہیں۔ اہل مکہ نہایت خوش پوشاک ہوتے ہیں اکثر اوقات سفید لباس زیب کرتے ہیں۔ خوشبو کا استعمال زیادہ کرتے ہیں اور مسواک بکثرت کرتے ہیں جو سبز اراک ابیلو کی جڑ ہوتی ہے۔ ۱۹۶۸ء میں مکہ معظمہ کی آبادی ۴ لاکھ، ۱۹۸۰ء میں ساڑھے پانچ لاکھ، ۱۹۸۷ء میں سات لاکھ اور ۱۹۹۳ء میں دس لاکھ سے بھی بڑھ گئی ہے رمضان اور حج کے ایام میں مکہ شہر کی آبادی میں تین تا پانچ گنا تک کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

جدید مکہ کی تعمیر و ترقی کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ پرانی تنگ و تاریک گلیاں، بازار اور محلے ختم کرکے ان کی جگہ عالی شان عمارتیں اور سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں۔ بڑے سے بڑے تعمیری منصوبے اتنی کم مدت میں پایہ تکمیل کو پہنچ رہے ہیں جنھیں دنیا کے کسی بھی خطے میں برسوں میں مکمل نہیں کیا جا سکتا اس میں خادم حرمین الشریفین کی ذاتی دلچسپی کا بہت عمل دخل ہے۔ مکہ معظمہ کے مکانات شروع سے ہی بے ربط اور پہاڑیوں پر بنائے گئے تھے جہاں تک بنیادی اہم ضروریات مہیا کرنا ایک مشکل ترین مرحلہ تھا۔ سڑکوں اور سرنگوں کا جال بچھا کر نہ صرف مکہ کی آبادی کو مربوط کر دیا گیا ہے بلکہ فاصلوں کو بھی کم کر دیا گیا ہے۔ شارع سین ایک خوبصورت اور کشادہ سڑک ہے دو رویہ جدہ ایکسپریس روڈ جدہ کو مکہ سے ملاتی ہے۔ طائف روڈ، یمن روڈ اور مدینہ روڈ نہایت کشادہ اور دو رویہ سڑکیں ہیں۔ مکہ شہر نہایت صاف ستھرا ہے عمارتیں بلند و بالا اور ملٹی اسٹوری ہیں۔ جبل ابوقیس، جبل قعیقعان، جبل عمر، جبل جہاد، جبل الذاکرا اور جبل ثقبہ کے علاوہ متعدد دوسرے پہاڑوں میں جگہ جگہ سرنگیں نکال کر سڑکیں گزاری گئی ہیں جن سے فاصلے بہت کم ہو گئے ہیں۔ دو سرے تاریخی پہاڑوں میں جبل رحمت، جبل ثور، جبل حرا اور جبل رخم شامل ہیں۔ مکہ مکرمہ کے مشہور محلے یہ ہیں۔ محلہ جرول اس محلہ میں حضورؐ نے مکہ میں داخل ہوتے وقت بیر ذی طویٰ میں غسل فرمایا تھا محلہ مسفلہ حرم کے جنوب کی طرف ہے جہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت امیر حمزہؓ کے مکانات تھے۔ محلہ جیاد حرم پاک کے جنوب مشرق میں ہے پاکستان ہاؤس اسی محلہ کی شارع اسد پر واقع ہے۔ محلہ قشاشیہ حرم شریف کے شرق کی طرف ہے۔ شعب بنی ہاشم بنی شیبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی رہائش (جاری ہے)

خواتین اور دین کی حفاظت

مولانا محمد اسحاق سندیلوی

اسلام ایک بہت بڑی امانت ہے جس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں اگر ہم اس کی حفاظت میں کوتاہی کریں گے تو یہ ایک بہت بڑی خیانت ہوگی اور اتنا بڑا جرم ہوگا جس کے برابر دنیا میں کوئی جرم نہیں ہو سکتا۔ فرض کرو کہ ایک شخص پوری دنیا پر سلطنت کرتا ہے ساری زمین کے خزانے اس کے پاس ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ یہ سب اس سے چھین لیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ کتنا بڑا نقصان ہے لیکن یہ نقصان ایک نماز قضا ہونے کے نقصان کا عشر عشیر بھی نہیں ہے خود ایمان کے نقصان کا اندازہ تو کسی پیمانہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ اس بات میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نہیں ہے جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اسے اتنا ہی آسانی سے سمجھ لے گا، جتنی آسانی سے وہ دن کو دن سمجھتا ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی جسے آخرت کی زندگی کہتے ہیں صرف اسلام ہی کے طفیل میں اچھی اور خوشگوار بنائی جا سکتی ہے اور جہنم کے دائمی و ابدی عذاب سے بچنے کا ذریعہ بھی اسلام ہی ہے۔

اس حقیقت سے واقف ہونے کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان دین کی حفاظت کو اپنی زندگی کا مقصد نہ بنائے تو یہ بات کس قدر تعجب خیز اور افسوسناک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری ہمارے اوپر عائد کر دی ہے اور اس کا پورا کرنا ہمارا سب سے بڑا فرض ہے۔ یہ ایک عام فرض ہے جو ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس مضمون میں ہماری مخاطب خاص طور سے مستورات ہیں اور ہم اپنی بہنوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے فرض سے کس طرح سبکدوش ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ہم حفاظت دین کے مفہوم کی مختصر تشریح کرتے ہیں۔

حفاظت دین کے معنی

آپ کسی بہن کے پاس ایک قیمتی اور خوبصورت کپڑا بطور امانت رکھتی ہیں، وہ اسے ضائع کر دیتی ہیں۔ یہ خیانت ہے یا نہیں؟ بے شک یہ بہت بڑی خیانت ہے لیکن اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ وہ اس قیمتی اور بے نظیر کپڑے میں کوئی تبدیلی کر دیں مثلاً اس کا کچھ حصہ تراش دیں یا اس میں کسی کم قیمت اور بھدے کپڑے کا جوڑ یا پیوند لگا دیں یا اسے کسی ایسے کام میں استعمال کریں جو اس کے مناسب نہیں ہے۔ ان سب صورتوں میں بھی ان کا یہ فعل خیانت کہا جائے گا۔

اس مثال سے سمجھ میں آگیا ہوگا کہ دین کی حفاظت کے بارے میں کیا فرائض ہیں۔

پہلا فرض

پہلا فرض یہ ہے کہ ہم دین کو اپنے اندر باقی رکھیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ اس فرض کا نام استقامت ہے اس کے دو جز ہیں دین کا ماننا اور اس پر عمل کرنا۔ پورے اسلام کا خلاصہ اور جوہر یہی ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

اسلام کے جوہر کو معلوم کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا قُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ ترجمہ: (اس کے قائل ہو جاؤ کہ میرا رب اللہ ہے پھر اسی بات پر جم جاؤ۔)

استقامت اختیار کرنے والوں کے لیے بڑی بڑی بشارتیں ہیں اور اسے چھوڑنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے بطور نمونہ ایک بشارت سنیے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

(جن لوگوں نے اس کا اقرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس نے اس اقرار پر استقامت اختیار کی ان پر (مرتے وقت) فرشتے نازل ہوتے ہیں جو ان سے کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو نہ رنجیدہ ہو اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (اس میں پہنچنے کی خبر سے) خوش ہو جاؤ۔

حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں ہمارا سب سے بڑا فرض یہی رہتا ہے کہ ہم اسلام پر قائم رہیں لیکن اس چیز پر ہم کیسے قائم رہ سکتے ہیں جسے ہم جانتے نہ ہوں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بقدر ضرورت دین کا علم حاصل کرنا بھی اس فرض کا ایک بہت بڑا جزو ہے۔ حدیث نبوی ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

"علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

یہ نکتہ خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ یہ فریضہ استقامت یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کی تکمیل کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے علاوہ جہاں تک ممکن ہو دوسروں سے بھی اس پر عمل کرانے کی کوشش کی جائے، یہ بھی اسلام کا ایک بہت بڑا جزو ہے اور اس سے غفلت کرنے کے معنی بھی امانت میں خیانت کرنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ،

اے ایمان والو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان جہنم سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

اہل و عیال چونکہ سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لیے ان کی ذمہ داری بھی سب سے زیادہ عائد ہوتی ہے اس سلسلہ میں حدیث کا ایک ٹکڑا نقل کر دینا مناسب ہے۔ فرمایا۔

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ

تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور جس کا ذمہ دار ہے اس کے متعلق اسے قیامت میں جواب دہی کرنا پڑے گی۔

ہر آدمی سے جس طرح خود اس کے ایمان و عمل کے متعلق سوال ہوگا اسی طرح اس کے اہل و عیال کے متعلق بھی ہوگا یہ ذمہ داری بھی مردوں اور عورتوں سب پر یکساں عائد ہوتی ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ دین کی حفاظت میں عورتوں کا حصہ مردوں سے کم نہیں ٹھہرتا ہم میں سے ہر ایک مرد و عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد، بہنوں بھائیوں وغیرہ کو دین پر قائم رکھنے کی پوری پوری کوشش کرے بالکل اسی طرح جس طرح خود دین پر قائم رہنا اس کا فریضہ ہے۔

حدیث

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں بھی چوری کرے صحابہؓ نے عرض کیا یا اللہ کے رسولؐ نماز میں کس طرح چوری کرے گا ارشاد فرمایا کہ اس طرح کہ رکوع سجدہ اچھی طرح سے نہ کرے۔

معاشرہ میں عورت کا مقام

از۔ مولانا عبداللطیف مسعود، ڈسکہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"جو کوئی اچھا عمل کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ دولت ایمان سے مالامال ہو تو ہم لازماً اسے پاکیزہ اور پرسکون زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے اعمال سے کہیں بڑھ کر ان کو اجر و صلہ سے نوازیں گے۔" (النحل)

خالق کائنات نے نوع انسانی کو اپنی تمام مخلوقات سے بڑھ کر مرتبۂ مقام عنایت فرمایا ہے جیسے اس کا ارشاد ہے کہ:

"ہم نے اولاد آدم کو بزرگی عطا فرمائی ہے۔"

نیز فرمایا:

"ہم نے انسان کو بہترین شکل و صورت پر پیدا فرمایا ہے۔"

اب بنی نوع انسان کے دو شعبے اور صنفیں ہیں مرد اور عورت۔ لہٰذا مندرجہ بالا اعزاز و اکرام میں دونوں شعبے (خواتین اور حضرات) یکساں شامل ہیں۔ ایسے نہیں کہ مرد تو خدا کے ہاں زیادہ شرف و فضل کا مالک ہو اور عورت کم درجہ اور بے وقعت ہو۔ ایسا ہرگز نہیں چنانچہ ابتدائی تینوں آیات میں دونوں گروہوں اور طبقوں کو واضح طور پر برابر رکھا گیا ہے کہ جو فرد بھی اپنے عز و شرف والے شرائط (ایمان اور عمل صالح) کو بجا لائے گا، وہی خدا کے ہاں محبوب اور صاحب قدر و منزلت ہوگا۔ اس میں عورت یا مرد کی کوئی تخصیص نہیں۔

مگر اس کے برعکس ابتدا ہی سے انسانی معاشرہ میں اس صنف (عورت) کو حقیر اور کمتر سمجھا جاتا رہا ہے کہ یہ بھی دیگر مال و متاع کی طرح مرد کے لیے ایک مشغلہ اور دل لگی کا کھلونا ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ قبل از اسلام کسی بھی نظریہ یا معاشرہ میں اس کو صحیح مقام نصیب نہیں ہو سکا لیکن رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحیمانہ تعلیمات میں اس کو بڑے اہتمام سے اس کے صحیح مقام اور وقار کو بحال فرمایا۔ قرآن مجید اور ارشادات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی تفصیل اور وضاحت سے اس کے مراتب اور ان کے مطابق حقوق بیان فرمائے گئے ہیں۔

عورت کے چار منصب اور درجات

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں عورت کو چار حیثیات عطا فرمائی گئی ہیں اور پھر ان چاروں کے الگ الگ حقوق و واجبات تفصیلاً بیان فرمائے گئے ہیں۔

عورت کے مندرجہ ذیل چار مقام اور حیثیات ہیں۔

۱۔ عورت بیٹی کی حیثیت میں
۲۔ عورت بہن کی حیثیت میں
۳۔ عورت بیوی کی حیثیت میں
۴۔ عورت ماں کی حیثیت میں

عورت بحیثیت بیٹی

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عورت اتنی کمتر اور بے وقعت ہو چکی تھی کہ اس کی مندرجہ بالا چاروں حیثیات ہی داغدار اور فراموش کی جا چکی تھیں۔ بیٹی کو دامادی کی عار یا فقر و فاقہ کی بنا پر پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض اقوام اپنی مختلف عبادات اور رسوم میں اسے ذبح بھی کر دیتے تھے۔ بتوں کے لیے اور مندروں میں اس کو بطور چڑھاوا بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر زندہ رہنے کی صورت میں اس کو بیٹوں سے کمتر اور وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کے متعلق فرمایا کہ:

"جس کو اللہ تعالیٰ لڑکیاں عطا فرمائے پھر وہ اسے جاہلیت کے مطابق دامادی کی عار یا فقر و فاقہ کی بنا پر زندہ درگور نہ کرے نہ اسے حقیر اور کمتر جانے۔ لڑکوں کو اس پر فوقیت اور برتری بھی نہ دے تو خدا تعالیٰ ایسے انسان کو جنت میں داخل فرما دے گا۔" (مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"جسے بیٹیوں کے امتحان میں ڈالا گیا تو اس نے ان کے ساتھ عمدہ سلوک (تعلیم و تربیت کا) کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے نجات کا ذریعہ ہوں گی۔"

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"جس نے دو بچیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئیں تو ایسا شخص میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔" (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

یعنی جو شخص لڑکیوں کو عطیہ خدائی سمجھ کر لڑکوں کی طرح خدا کا ممنون احسان رہتے ہوئے ان کی رضا و رغبت عمدہ تربیت کرے ان کی تمام ضروریات بخوشی پورا کرے، ان کو خدائی احکام کی تعلیم دے کر با ایمان اور باحیا طرز حیات سکھائے تو ایسی لڑکیاں بروز حشر اس کے لیے جہنم سے خلاصی اور نجات کا ذریعہ ہوں گی لیکن اگر ان مظلوموں کو دینی آداب و تعلیم نہ سکھائے بلکہ دنیاوی ڈگریاں اور مخلوط تعلیم و ہنر سے آراستہ کر کے دین و ایمان اور حیا و پرہیزگاری سے بے بہرہ رکھے گا تو اس صورت میں ان کی اپنی عاقبت بھی مخدوش ہے، اس ظالم باپ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ وہ تو ان کی اور خود اپنی بربادی کا بھی ذمہ دار ہوگا اس لیے خوب ذہن نشین کر لیں، یہ فائدہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصاب تعلیم پڑھانے کی صورت میں مل سکتا ہے۔ اسکول و کالج کا نصاب پڑھا کر ڈگریاں اور مخلوط ملازمت تک پہنچا کر بروز حشر لارڈ میکالے ہی کے ساتھ مقام مل سکے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت سے بالکلیہ بے دخلی نصیب ہوگی۔ کسی کو کوئی خوش فہمی نہ رہنا چاہیے اور سنیے کہ فرمایا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"وہ میلے کچیلے بے رونق رخساروں والی خاتون (بیوہ) جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو اور وہ حسب و جمال کے باوجود اپنی عفت و ناموس کو محفوظ رکھتے ہوئے اپنے یتیم بچوں کی پرورش اور تربیت کرتی ہے تو روز حشر وہ اور میں جنت میں اتنے قریب ہوں گے جیسے یہ شہادت اور ساتھ والی انگلی۔" (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

ملاحظہ فرمایئے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ زندگی گزارنے میں کیا کیا انعامات اور سکون و اطمینان اور سعادت و خوش بختی ہے۔ ہر فرد کو ان فوائد کے حصول کو اپنا مطمع نظر بنانا چاہیئے۔ ماڈرن تہذیب سے بہر صورت بچنے کی کوشش کریں۔

عورت بحیثیت بہن

اس حیثیت کے لحاظ سے بھی قرآن و حدیث میں کافی حقوق کی کافی تفصیل آئی ہے ان کے ساتھ حسن سلوک ادائیگی حقوق بالخصوص وراثت میں شرکت کا خصوصی اہتمام فرمایا گیا ہے ان کو بیٹیوں کے ساتھ ہی رکھا گیا ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"جو شخص اپنی تین بچیوں کی یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے اور انہیں شفقت و محبت سے رکھے (بوجھ نہ سمجھے) حتیٰ کہ خدا تعالیٰ ان کو اس سے بے نیاز کر دے یعنی وہ شادی کے ذریعہ اپنے گھروں میں پہنچ جائیں تو خدا تعالیٰ ایسے شخص کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔"

اس پر ایک آدمی نے عرض کیا:

"اے خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو بچیاں یا بہنیں ہوں تو ان کی تعلیم و تربیت کا کتنا درجہ ہے۔"

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

" دو کا بھی یہی حکم ہے"

حتیٰ کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک کے متعلق عرض کرتے تو آپؐ اس کا بھی یہی حکم ارشاد فرما دیتے (سبحان اللہ)

پرورش اور عمدہ تعلیم و تربیت جس پر یہ مقام حاصل ہوگا' وہی ہے جو اس بشارت سنانے والے رسول معظمؐ کے زیر ہدایت ہوگی اس کو نظر انداز کر کے بیٹی یا بہن کی حسب رواج کے مطابق ایمان و حیا سے ہٹ کر یہ محنت کرنے والا کسی بھی بشارت کا حق دار نہیں بلکہ اللہ ان کی تباہی اور بدبختی میں شریک ہوگا۔

عورت بحیثیت بیوی

اس پہلو پر بھی قرآن و حدیث میں کافی احکام اور حقوق کو نہایت موید انداز میں بیان فرمایا گیا ہے جیسے فرمایا'

"اے مردو! ان سے عمدہ طریقہ سے گزر بسر کرو" (النساء: ۱۹)

" اور جیسے ان کے ذمہ مردوں کے حقوق ہیں' ایسے ہی خاوندوں کے ذمہ ان کے بھی حقوق ہیں" (البقرہ۔ ۲۲۸)

یعنی فرق مراتب ملحوظ رکھتے ہوئے دونوں طبقوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں جن کی ادائیگی یکساں موید ہے۔ یہ نہیں کہ عورت کے ذمہ تو مرد کے حقوق ہوں مگر مرد کے ذمہ عورت کا کوئی حق نہ ہو بلکہ فریق کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں جن کی ادائیگی میں تقصیر و کوتاہی قابل مواخذہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

" عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا شدہ ہیں اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہوتی ہے (جس سے پیدا ہوئی ہے) تو اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی لہذا ان سے عمدہ سلوک رکھو یعنی ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرتے ہوئے ان کے ساتھ گزر بسر کرتے رہو"

(مشکوۃ ص۔ ۲۸۰)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

"عورت جب پنج وقتہ نماز پڑھتی ہو اور ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہو اپنی عزت ناموس کی محافظ ہو اور پھر اپنے خاوند کی فرمانبردار بھی ہو تو وہ خاتون جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے (کوئی رکاوٹ نہ ہوگی)" (مشکوۃ ص ۲۸۱)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

"تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے جو اپنے اہل خانہ سے عمدہ برتاؤ کرنے والا ہو۔ یاد رکھو کہ میں بھی اپنے گھر والوں سے اچھا برتاؤ کرنے والا ہوں" (مشکوۃ ص ۲۸۱)

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں منجملہ دوسرے احکام و حقوق کے ساتھ خصوصاً یہ بھی فرمایا کہ:

"تم عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرنا ان کو تم نے خدا کے کلمہ سے حلال کیا ہے لہذا ان کے حقوق کا خیال رکھنا"

علاوہ ازیں اس بارے میں کافی تفصیل سے عورتوں کے حقوق ملحوظ رکھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

عورت بحیثیت ماں

یہ باب تو نہایت ہی وقیع اور وسیع ہے قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ماں کے حقوق کو بڑے اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے خالق دوجہاں نے فرمایا:

" اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا اگر ان دونوں میں ایک تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائے یا دونوں ہی اس حالت کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان کے ساتھ عزت و تکریم سے بات کرنا۔ اور ان کے ساتھ شفقت و محبت سے انکساری کا پہلو جھکائے رکھنا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو کہ اے ہمارے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا ہے" (بنی اسرائیل)

دوسری جگہ فرمایا:

" اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی ہے کہ اس کی ماں نے اسے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا کمزوری پر کمزوری سہہ کر اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوا اس لیے میرا بھی شکر گزار رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی ممنون احسان رہنا اور اگر وہ تجھے اس بارے میں سختی کریں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنا جن کے متعلق تجھے کچھ علم نہیں تو ان کی یہ بات نہ ماننا لیکن دنیاوی طور پر ان کے ساتھ اچھے طریقے سے میل جول رکھنا" (لقمٰن: ۱۴،۱۵)

قرآن مجید میں کل ۲۷ مقامات پر ماں باپ کا تذکرہ آیا ہے اور ۶۲ مقامات پر اولاد کا۔

مندرجہ بالا آیات کے علاوہ بھی کئی اور آیات میں ان کے تقدس و احترام کو واضح فرمایا گیا ہے۔

قرآن مجید کی طرح احادیث نبویہ میں بھی والدین کے حقوق کو نہایت تفصیل اور اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے مزید برآں معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے اسوۂ حسنہ سے بھی اس باب کی شاندار تکمیل فرمائی ہے چند ارشادات عالیہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ کسی نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

" میرے عمدہ برتاؤ کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟"

تو ارشاد فرمایا کہ،

" تیری ماں"

عرض کیا۔

" پھر کون؟"

تو آپ نے فرمایا،

" تیری ماں"

تیسری مرتبہ پھر عرض کیا تو پھر فرمایا کہ،

" تیری ماں"

عرض کیا کہ،

" اس کے بعد

تو فرمایا،

" تیرا باپ"

(مشکوۃ شریف ص ۴۱۸)

یعنی تین مرتبہ ماں کا حق بیان فرمایا اور چوتھے نمبر پر باپ کا حق ذکر فرمایا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شاندار عنوان سے عورت کی بحیثیت ماں کے شان بلند فرمائی ہے' کسی مذہب و ملت میں یہ تصور ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام فرمائی ہے' نیز بچیوں کا زندہ درگور کرنا بھی حرام قرار دیا ہے" (ص ۴۱۹)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

"تین آدمی جنت میں نہ جا سکیں گے۔

۱۔ احسان کر کے جتلانے والا۔

۲۔ ماں باپ کا نافرمان

۳۔ شراب خور"

(مشکوۃ ۴۲۰)

ایک دفعہ ایک صاحب حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے کہ:

" مجھ سے ایک سنگین جرم سرزد ہو گیا ہے تو کیا میری بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے"

تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ،

" کیا تیری والدہ زندہ ہے؟"

عرض کیا کہ،

" نہیں"

فرمایا

" تیری کوئی خالہ ہے؟"

عرض کیا کہ

" ہاں وہ ہے"

تو فرمایا کہ۔

" اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو (یعنی اس سے تمہارا وہ سنگین جرم معاف ہو جائے گا")

(مشکوۃ شریف ص ۴۲۰)

یعنی اس گناہ کی بخشش ماں یا خالہ کی خدمت یا احترام کی صورت میں ہو سکتی ہو صرف توبہ سے بھی یہ معاف نہ ہوگا اس سے ہم سب والدین کی قدر و منزلت کا اندازہ

لگا سکتے ہیں. بالخصوص عورت کا بحیثیت ماں کے قدر و منزلت نہایت شاندار انداز میں واضح ہو رہی ہے. علاوہ ازیں بے شمار احادیث میں ماں کا مقام اور حقوق بیان فرمائے گئے ہیں.

مندرجہ بالا تفاصیل کی روشنی میں عورت کا مقام واضح طور پر اجاگر ہو جاتا ہے' جو مقام اسے اسلام میں دیا گیا ہے' کسی بھی مذہب یا معاشرہ میں اسے یہ وقار حاصل نہیں ہے. اس لیے خواتین کو چاہیئے کہ وہ اس خدا اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل وجان سے مطیع اور فرمانبردار بنیں' جنھوں نے اس کو یہ شان اور وقار عنایت فرمایا ہے. یاد رہے کہ اس سے بڑھ کر ان کو کہیں سے بھی عزت نہیں مل سکتی. اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ اور مرد کی وزیر بنا کر اسے اس کا فطری اور حقیقی مقام دیا ہے جس سے بڑھ کر مزید ہاتھ پاؤں مارنا اس کے لیے بالکل بے سود بلکہ انتہائی نقصان دہ ہے. جیسے مرد کا دائرہ کار بیرون خانہ ہے اور اسے اندرون خانہ مقید نہیں کیا جا سکتا یہ خلاف فطرت ہے اسی طرح عورت کا دائرہ کار اندرون خانہ ہے لہذا اسے بھی بیرون خانہ تک آزادی دینا خلاف فطرت ہے سربراہی کا مستحق صرف مرد ہے' عورت بہر صورت مرد کی تابع ہے. خالق کائنات کا فرمان اور مشاہدہ بھی اس کا موید ہے. تمام کتب سماویہ اسی کی تعلیم دیتی ہیں. عورت سربراہ بن نہیں سکتی' جن سکتی ہے. جیسے کوئی عورت آج تک نبی نہیں ہوئی لیکن تمام نبی جنے اسی نے ہیں لیکن خود نبی نہیں بنی تو گویا ہر ایک جنس اور نوع کا اپنا اپنا دائرہ عمل ہے جس سے تجاوز ناممکن اور نقصان دہ ہے خود خالق نے فرمایا:

"اور جو اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر برتری اور فضیلت عطا فرمائی ہے' اس کی حرص مت کرو کہ اس کا حصول ناممکن ہے" (النساء)

مت' اپنا اپنا نصیب' اپنا اپنا دیکھئے' آج کل خواتین میں جو آزادی کی لہر اٹھی ہے کیا ان کو کچھ فائدہ ہوا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ انسان کے مسائل الجھ ہی رہے ہیں لہذا بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے فطری دائرہ کار اندرون خانہ باحیا و باایمان طرز پر رہتے ہوئے ہی سعادت دارین کے حصول کی سعی کرتی رہیں. اللہ تعالیٰ سب ماؤں بہنوں کو اس کی توفیق دے! (آمین)

غزل

[illegible]

دوستوں سے محبت کیا کیجیے
دشمنوں کا بھی اکثر بھلا کیجیے
حق طلب کیجیے خوب جب چاہیے
پر فرائض بھی اپنے ادا کیجیے
رحمتیں ہوں گی نازل سدا آپ پر
خلوتوں میں بھی ذکر خدا کیجیے
غم کی کثرت سہی زندگی میں مگر
غم کی یورش میں بھی خوش رہا کیجیے
لوگ عزت کریں گے بہت آپ کی
وعدہ جب کیجیے تو وفا کیجیے
مفلسوں کو ضرورت ہے امداد کی
مفلسوں پر نہ ہرگز جفا کیجیے
بھول جائے گا غم خدمت خلق سے
خدمت خلق سب سے سوا کیجیے
غیر گو غیر ہیں پر [illegible] آج بھی
غیر کے واسطے بھی دعا کیجیے

سوال جواب

محمد طارق ندوی

س: کیا جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت حدیث شریف سے ثابت ہے؟

ج: ہاں جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت حدیث شریف سے ثابت ہے. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جو بھی سورہ کہف پڑھے اس کے لیے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہو گا. جو قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے.

س: کسی مقیم نے ظہر کی نماز میں مسافر کی اقتدا کی. امام نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو مقیم بقیہ دو رکعتوں میں قرأت کرے یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں مقیم بقیہ دو رکعتوں میں قرأت نہیں کرے گا بلکہ خاموش رہ کر نماز پوری کرے گا.

س: کیا دودھ شریک بھائی کی بہن سے نکاح درست ہے؟

ج: ہاں رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح درست ہے' وتحل اخت اخیہ رضاعا. (در مختار)

س: کیا جمعہ کی اذان دو ہیں یا ایک' اگر ایک اذان سے جمعہ کی نماز ادا کی جائے اور اذان اول بدعت عثمانیہ قرار دیا جائے تو اس میں کچھ برائی ہے یا نہیں؟

ج: جمعہ کی اذان دو ہیں اگر صرف ایک اذان سے نماز جمعہ ادا کی جائے گی تو خلاف اجماع اور ترک سنت لازم آئے گا. اذان اول کو بدعت عثمانیہ کہنا گمراہی ہے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کے سلسلہ میں فرمایا ہے:

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الرّاشدین المہدیین اور آپ کا ارشاد ہے" اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم"

س: اگر کسی زمین کو گوبر سے لیپ دیا گیا ہو تو کیا اس پر نماز پڑھنا درست ہے؟

ج: جس زمین کو گوبر سے یا مٹی میں گوبر ملا کر لیپ دیا گیا ہو دونوں صورتوں میں زمین ناپاک ہو جائے گی' اس پر بغیر پاک چیز بچھائے نماز درست نہ ہو گی. زمین خشک ہونے کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے.

س: کسی شخص نے چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب کیا کرے؟

ج: صورت مسئولہ میں اٹھ کر اسی نماز کو پورا کرے اور سجدہ سہو کرے البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی ہے جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے.

س: کیا اگر نماز جمعہ میں مجمع کثیر ہو اور امام سے سہو ہو جائے تو امام سجدہ سہو کرے یا نہ کرے؟

ج: ہاں صورت مسئولہ میں سجدہ سہو ساقط ہو جائے گا.

حسن اخلاق

اخلاق کا اچھا ہونا محبت الٰہی کی دلیل ہے (حدیث نبوی)

ایمان کا کمال حسن خلق ہے.

انسانوں میں سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے.

خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو.

سعدیہ حفظی

ترجمہ: سید مسعود حسن حسنی

البانیہ کی ایک سرگرم مسلم خاتون

سے ملاقات

یورپ کے مشرقی کنارے پر ترکی کے قریب اٹلی، یونان اور یوگوسلاویہ کے درمیان اور سمندر کے مشرقی ساحل پر البانیہ واقع ہے جس کی آبادی تین ملین ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ وہاں سے ایک مسلمان خاتون بریم فیرا دینی علم حاصل کرنے اور اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرنے کے شوق میں تشریف لائیں۔ ان سے الیقظہ کی نمائندہ سعدیہ حفظی نے ملاقات کر کے البانیہ کے بارے میں سوالات کیے، ذیل میں اس کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

س: الیقظہ کی پڑھنے والی خواتین کی طرف سے سلام قبول فرمائیے ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اپنا کچھ تعارف کرائیں گی۔

بریمفیرا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ، میرا نام بریمفیرا بردوشی ہے۔ میں عالمی اسلامی یونیورسٹی میں شعبہ دینیات میں سال اول کی طالبہ ہوں، میں اپنے ملک البانیہ سے آئی ہوں اور یونیورسٹی سے وابستہ ہوگئی تاکہ میں اسلام اور اس کی تعلیمات کو حاصل کروں۔

س: کیا آپ کی زبان میں آپ کے نام کے کوئی معنی ہیں؟

بریمفیرا: ہاں، میری زبان میں میرے نام کے ایک خوبصورت معنیٰ ہیں یعنی بہار

سعدیہ: ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے ملک کے بارے میں ہمیں بتائیں کہ کیسے اسلام اس میں داخل ہوا اور مسلمانوں کا اس وقت کیا حال ہے؟

بریمفیرا: البانیہ یوروپی ملکوں میں سے ایک ملک ہے، اٹلی، یونان اور یوگوسلاویہ کے درمیان واقع ہے اور اس کا دارالسلطنت تیرانا ہے۔ البانیہ میں اسلام ترکی کے راستہ سے پانچ صدی قبل داخل ہوا اور البانیہ اسلامی ملکوں میں سے ایک ملک تھا یہاں تک کہ اس پر سنہ ۱۹۳۰ء میں کمیونسٹوں نے غلبہ حاصل کرلیا، اس کے بعد انھوں نے اسلام کو مٹانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہاں تک کہ انھوں نے مساجد اور اسلامی مدارس کو جلا دیا اور برباد کرڈالا، اور لوگوں کو اسلامی شعائر پر عمل پیرا ہونے سے روک دیا یعنی نماز اور روزے سے، اور لوگوں کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں اور برابر اس دردناک اذیت کا سلسلہ جاری رہا جو کمیونسٹ حکومت کے خاتمہ یعنی ۱۹۹۰ء تک جاری رہا۔ مسلمانوں نے یہ پچاس سال ضیق اور قید کی حالت میں گزارے۔ کمیونسٹ حکومت کے زوال کے بعد اس وقت البانیہ میں لوگ آزادی سے محسوس کررہے ہیں ان میں سے بہت اب بغیر کسی خوف اور گھبراہٹ کے اسلامی شعائر کی پابندی کرتے ہیں وہ مسجد جاتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں، مساجد اور مدرسے بناتے ہیں اور ان کو حکومت کی جانب سے کسی دباؤ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ آزادی صرف مسلمانوں ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو البانیہ میں زندگی گزار رہا ہے۔ دوسرے مذاہب والوں کو بھی یہ مواقع حاصل ہیں۔

س: البانیہ میں مسلمانوں کا کیا تناسب ہے اور وہ اسلام سے کیسی دلچسپی لے رہے ہیں؟

بریمفیرا: البانیہ میں مسلمانوں کا تناسب ۸۰ فیصد ہے اور اسلام سے ان کو بڑی دلچسپی ہے اور وہ اپنے دین کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں اس لیے کہ وہ اس سے اور اس کی سرگرمیوں سے ایک طویل زمانہ تک ناواقف رہے ہیں۔

س: البانیہ کے رہنے والوں کی کون سی زبان ہے جس میں وہ گفتگو کرتے ہیں؟

بریمفیرا: البانی زبان وہ ہی سرکاری زبان ہے جس میں وہاں کے رہنے والے گفتگو کرتے ہیں۔

س: اسلام کی طرف آپ کی ذہن سازی اور آپ کی تربیت کے سلسلہ میں آپ کے خاندان نے کیا کردار ادا کیا؟

بریمفیرا: الحمد للہ میرا خاندان ایک مسلمان خاندان ہے اور انھوں نے غلامی اور اسلام کے لیے سخت جنگجو کمیونزم کے غلبہ کے باوجود البانیہ میں اپنے عقیدہ اور اپنے دین کی حفاظت کی، اور میری اسلامی تربیت کے سلسلہ میں میرے خاندان کا ایک اہم دور رہا ہے، انھوں نے بچپن ہی میں میرے ذہن میں اسلامی تعلیم کو پیوست کردیا اور مجھ کو اسلامی آداب کی تعلیم دی اور میں اپنے دادا کا خاص طور سے ذکر کرنا چاہتی ہوں جنھوں نے میری تربیت اور میری اسلامی تعلیم کے سلسلہ میں اہم رول ادا کیا۔ وہ مجھ سے ہمیشہ اسلام اور اس کی تعلیمات اور اس کے آداب کے بارے میں ہی گفتگو کرتے تھے اور میں ان سے بہت زیادہ متاثر تھی۔

س: آپ کے خاندان نے اسلام پر کیسے عمل کیا اور اپنے عقیدہ کی کیسے حفاظت کی؟ جب کہ کمیونسٹ حکومت تھی اور دیندار لوگوں کو سخت اذیت کا سامنا کرنا پڑتا تھا؟

بریمفیرا: اللہ کے فضل سے میرا خاندان اپنے اسلامی عقیدہ کو مضبوطی سے تھامے رہا اور اپنے دین پر قائم رہا۔ اس لیے کہ ہمارے خاندان کی بنیاد دینی تھی اور اس کے ہر فرد میں اسلامی جذبہ تھا اور وہ برابر اسلامی شعائر کو ادا کرتے رہے اور اس کمیونسٹ فضا سے متاثر نہیں ہوئے جس میں ملک ڈوبا ہوا تھا میرے دادا ایک خاص جذبہ کے حامل تھے اور اس پر برابر نظر رکھتے تھے اور وہ ہر اس بات پر ابھارتے تھے جس سے ہم لوگ کمیونزم سے متاثر نہ ہوں۔ انھوں نے اس راستہ میں بہت سی مشکلات کا سامنا کیا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو ثابت قدم رکھا۔

س: آج البانیہ میں مسلمان اپنی اسلامی تعلیمات پر کس طرح عمل کررہے ہیں اور طویل مدت تک کمیونسٹ حکومت کے قیام سے ان کی دلچسپی کیسے قائم رہی؟

بریمفیرا: البانیہ میں عوام نے کمیونسٹ حکومت کے قہر کا ایک طویل مدت تک سامنا کیا، بہت سے لوگ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دور ہوگئے، لیکن آج بھی بہت سے ایسے اشخاص ہیں جو اسلام سے دلچسپی لے رہے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اس دین عظیم کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کریں جن سے ان کو کمیونسٹوں نے دور کردیا تھا۔ اپنے دین کی معرفت کے شوق میں وہ بہت سی مشکلات کا سامنا کررہے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ انھوں نے ایک طویل عرصہ تک اسلامی تعلیمات اور اس کے اصولوں سے دور رہ کر غیر اسلامی

فضا میں زندگی گزاری ہے اور اس وقت بھی ان کے لیے ہر اس چیز کی معرفت دشوار ہے جو اسلام اور اس کے احکام میں ہے۔ گزشتہ عہد میں بہت سے لوگوں کو اسلام کے بارے میں غلط باتیں معلوم ہوئیں اس لیے کہ ابھی ان کے ذہن پوری طرح صاف نہیں ہیں، یہ کام انشاء اللہ آہستہ آہستہ ہوگا۔

س: شہر والے اسلام سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں یا گاؤں والے؟

بریمفیرا: شہر والے اور گاؤں والے دونوں اسلام سے دلچسپی لینے میں برابر ہیں اور ان کی محبت اسلام کے لیے برابر ہے۔

س: کیا البانیہ میں مسلمان عربی زبان سیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں؟ اور کیا وہاں ایسے مدارس ہیں جن میں عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہو اور وہاں اس کو پھیلایا جاتا ہو؟

بریمفیرا: البانیہ کے لوگ عربی زبان کے سیکھنے کے سلسلہ میں دلچسپی رکھتے ہیں اس لیے کہ عربی زبان کی تعلیم سے وہ قرآن کریم کے پڑھنے پر قدرت حاصل کر سکیں گے۔ البانیہ کے تین شہروں (تیرانا، کسقایا، الباسان) میں عربی تعلیم کا نظم ہے۔ اور ان مدارس میں صرف عربی زبان ہی کی تعلیم کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اسلامی نہج پر ہر اسلامی اور معاشرتی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ مدارس مردوں کے لیے خاص ہیں اور دوسرے شہروں میں اسلامی ادارے قائم ہو رہے ہیں جن میں قرآن کریم کی تعلیم اور عربی زبان کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا۔ ان اداروں میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں تعلیم حاصل کریں گے۔ اور ان دنوں حکومت لڑکیوں کے لیے ایک بڑے ادارہ کی تاسیس کے سلسلہ میں غور و فکر کر رہی ہے اور فوری طور پر ادارہ کی بلڈنگ تیار کر رہی ہے اس کے لیے مدد کی ضرورت ہے، تاکہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت میں اس کے مشن کے ساتھ ادارہ کا قیام عمل میں آئے۔

س: کیا البانیہ میں عورتوں کے سرگرم ادارے پائے جاتے ہیں؟

بریمفیرا: ہاں، البانیہ میں مسلمان عورتوں کے بعض سرگرم ادارے پائے جاتے ہیں لیکن وہ ابتدائی دور میں ہیں، وہاں بعض مسلمان عورتیں حلقہ قائم کرتی ہیں جو اور عورتوں کو جمع کرتی ہیں اور ان کے ساتھ اسلام کے بارے میں گفتگو کرتی ہیں اور ان کے ساتھ اسلام کی تعلیم واضح کرتی ہیں جیسا کہ البانیہ میں مسلمان عورتوں کی ایک دوسری قسم بھی ہے جو عورتوں کے لیے شہر کے مختلف گوشوں میں ہفتہ واری درس منعقد کرتی ہیں، وہ ہر ہفتہ کسی علاقہ میں چلی جاتی ہیں اور وہاں کسی کے گھر میں جمع ہو جاتی ہیں اور ان درسوں میں عورتوں کا حاضر ہونا آسان ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سرگرم ادارے کم اور سادہ ہیں لیکن وہ اپنا کام محنت اور تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔

س: البانیہ میں مسلمان عورت اسلامی لٹریچر سے کیسی دلچسپی رکھتی ہے؟

بریمفیرا: حال میں اسلامی کتابوں کا البانی زبان میں ترجمہ شروع ہوا ہے، البانیہ میں کمیونزم کے زوال کے بعد ابھی تھوڑا ہی وقفہ گزرا ہے اس کے باوجود عورتیں اسلامی کتابوں سے ایک نئی دلچسپی لے رہی ہیں، خاص طور سے حدیث شریف کی کتابوں اور اسلامی تاریخ کی کتابوں سے۔

س: وہ کون سی اہم صفات ہیں جو البانیہ میں مسلمان عورت کو ممتاز کرتی ہیں؟

ج: وہ یہ ہیں کہ وہ عورتیں اپنے دین کی معرفت کے سلسلہ میں بہت زیادہ رغبت رکھتی ہیں اور یہ چیز صرف نوجوان لڑکیوں ہی پر قاصر نہیں ہے بلکہ عورتیں خاص طور سے وہ عورتیں جو عمر میں بڑی ہیں ان میں سے چالیس سال سے زیادہ عمر کی بھی ہیں وہ البانیہ میں دین کو سیکھنے کے لیے مختلف اسلامی اداروں سے وابستہ ہیں۔

س: کیا کمیونسٹ حکومت کے زمانہ کا اثر البانیہ میں عورتوں کے کردار و اعتقاد پر پڑا ہے؟

بریمفیرا: وثوق کے ساتھ کمیونسٹ حکومت کا اثر شخصیت و افکار اعتقادات پر پڑا ہے اس لیے کہ کمیونسٹ دباؤ بہت شدید تھا اور تعلیمی طریقے اور معاشرہ کا نظام کمیونسٹوں کے رنگ میں پوری طرح رنگا ہوا تھا، اور ان کے نظریہ کا پابند تھا اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ انسان کی شخصیت کی تعمیر میں تعلیم ایک اہم رول ادا کرتی ہے وہ شخصیت سازی کا کام کرتی ہے اور معاشرہ میں اس کا اثر عام ہوتا ہے اللہ کے وجود پر ایمان نہ ہونے کا اثر لوگوں کے درمیان پھیل جاتا ہے، البانی عورتوں نے ایسے معاشرہ میں زندگی گزاری ہے اور ایسے معیار پر تربیت حاصل کی ہے جو مکمل طور پر دین اور اس کی تعلیمات سے دور تھا، تو ضروری تھا کہ ان معاملات کا عقیدہ اور شخصیت پر برا اثر پڑے۔

س: وہ کون سی مشکلات ہیں جن کا سامنا البانیہ میں مسلمان عورتیں کر رہی ہیں اگر وہ اسلام پر عمل کرنا چاہتی ہیں؟

بریمفیرا: وہاں مختلف مشکلات ہیں جن کا سامنا البانیہ کی مسلمان عورتیں کر رہی ہیں وہ اسلامی شعائر کو جاننا چاہتی ہیں اور اس کی تعلیمات کی پابندی کرنا چاہتی ہیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں، اور مشکلات میں سے سب سے مشکل مسئلہ شرعی پردہ کی پابندی کرنا ہے اس لیے کہ اکثر لوگ اسلام اور اس کی تعلیمات سے ناواقف ہیں وہ پردہ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں اور دہشت زدہ ہوتے ہیں بعض لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں جس کو پردہ میں دیکھتے ہیں، اس کا سب سے بڑا سبب اسلام سے ناواقفیت ہے۔

س: ان مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے اور اس کے حل کے لیے آپ کی رائے میں سب سے افضل راستہ کون سا ہے؟

بریمفیرا: میں اعتقاد رکھتی ہوں کہ ان مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے سب سے افضل راستہ دین پر ثابت قدمی اور اسلام کی تعلیم اور اس کا تعارف ہے اور لوگوں کے درمیان اسلامی تعلیمات کو پھیلانا ہے اور قدم قدم پر ان کو دینی تعلیمات سے آراستہ کرنا ہے اور اس کا ان کا یقین قائم کرنا ہے۔ اور یہ چیز مختلف خبر رسانی کے وسائل کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے جیسے کہ جرائد اور ٹیلی ویژن اور نشر و اشاعت کے وسائل مجلسوں کا قیام اور اسلامی دروس کا نظام یہاں تک کہ وہ دین کے احکام اور تعلیمات سے واقف ہو جائیں اور اپنے دین کو پکڑے رہیں۔

س: وہ کون سے صحیح افکار ہیں جن کی ضرورت البانیہ میں مسلمان عورت کو ہے؟

بریمفیرا: میرے خیال میں البانیہ میں مسلمان عورت کو سب سے زیادہ جس کی ضرورت ہے وہ صحیح ایمانی عقیدہ ہے اس لیے کہ انسانی زندگی میں سب سے زیادہ اہم چیز ایمان راسخ ہے اور جب دل میں ایمان پائیدار ہو جائے گا اور عقیدہ مضبوط ہو جائے گا تو دین کے سارے احکامات پر عمل کرنا انسان کے لیے آسان ہو جائے گا اور اس کے لیے اطاعت و عبادت آسان ہو جائے گی۔

س: کیا البانیہ میں نئی نسل پرانی نسل سے اسلام کی محبت کے سلسلہ میں اختلاف رکھتی ہے؟

بریمفیرا: ہاں، نئی نسل پرانی نسل سے بہت زیادہ اختلاف رکھتی ہے، سب سے بڑی نعمت جس کو نئی نسل محسوس کرتی ہے وہ کمیونزم کے زوال کے بعد آزادی کی نعمت ہے، وہ بغیر کسی حرج کے دینی پہلوؤں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں نئی نسل، اور بغیر کسی خوف کے نماز پڑھتے ہیں اور روزہ

رکھتے ہیں اور البانیہ میں اور البانیہ سے باہر دین اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ان کے سامنے مواقع ہیں نئی نسل آسانی سے اسلامی ملکوں کا سفر کرسکتی ہے اور بہت سے نوجوانوں نے پاکستان ومصر وسیریا اور ترکی اور ان کے علاوہ اسلامی ملکوں کی طرف علم کی تحصیل کے لیے سفر کیے ہیں۔

اس کے برخلاف پرانی نسل نے اپنی پوری زندگی البانیہ کے اندر سخت قید اور ذلت آمیز تکلیف میں اسلامی نور سے دور رہ کر گزاری ہے۔

س: کیا آپ البانیہ میں اسلامی بیداری محسوس کرتی ہیں؟

بریفرا: ہاں۔ البانیہ میں اسلامی بیداری پائی جاتی ہے لیکن ابھی زیادہ نمایاں نہیں ہے، ابھی وہ اسلام سے واقفیت کے مرحلہ میں ہے اور ہر حال میں وہ راستہ پر ہے اور سب سے پہلی بارش قطرہ ہی ہوتی ہے۔

س: اس بیداری کے کیا مظاہر ہیں؟

بریفرا: البانیہ میں اسلامی بیداری کے مظاہر میں سے یہ ہے کہ وہ لوگ البانیہ کے مختلف گوشوں میں مساجد اور اسلامی دروس کے اداروں کی تعمیر پر دلچسپی لے رہے ہیں اور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اور بہت سی جماعتیں دین کی تعلیم اور اسلام کی معرفت کے سلسلہ میں دلچسپی لے رہے ہیں اور بعض مسلمان مرد و عورتوں کے درمیان لوگوں کے درمیان اسلامی تعلیمات پھیلانے کا مقابلہ ہے اور ان کے اس کی حکیمانہ تعلیمات کی طرف دعوت دینے کا جذبہ پایا جاتا ہے اور یہ مرد و عورتیں خود بھی اسلام کے احکام کے پابند ہیں۔

س: آپ کے خیال میں البانیہ اسلام کا مستقبل کیسا ہے؟

بریفرا: میں سمجھتی ہوں کہ البانیہ میں اسلام کا مستقبل روشن ہے جب قوم نئی اسلامی تربیت حاصل کرلے گی۔ اور تمام توفیق اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ البانیہ میں لوگ (خاص طور سے نوجوان) اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑنے میں دلچسپی لے رہے ہیں اور البانیہ میں اسلام کے مستقبل کے بارے میں یہی سب سے خوشی کی بات ہے۔

س: البانیہ اور غیر البانیہ کی عورتوں کے لیے آپ کا کیا مشورہ ہے؟

بریفرا: عورت نصف معاشرہ ہے اور اس کے سامنے دوسرے نصف کی تربیت ہوتی ہے اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں اس کا اہم کردار ہے اسی وجہ سے میں البانیہ اور دنیا کے تمام اسلامی گوشوں میں ہر عورت کو یہ وصیت کرتی ہوں کہ وہ اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑلیں اور اس کا اہتمام کریں اور اس بات کی خواہش رکھیں کہ ان کی روزمرہ کی زندگی اس بات کے مطابق ہوجائے کہ وہ اپنی اولاد کو اسلامی تربیت سے آراستہ کریں اس لیے کہ ماں کا اپنی اولاد کی شخصیت کی تعمیر میں زبردست کردار ہوتا ہے تاکہ وہ اسلام کے لیے ایک صالح نسل پیش کرسکیں جو اسلام کے لیے اپنی شرافت وقوت لوٹائے جس کو اس نے کچھ صدیوں سے کھودیا تھا۔

یقظہ: محبوب بہن اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین بدلہ دے اور ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور ہم کو ایمان پر ثابت قدم رکھے اور ہم سب کے سینہ کو قرآن کے لیے کھول دے اور اپنے دین کی سمجھ دے اور یقین کو طاقتور بنادے اور نیکی کرنے والوں اور نیکی پھیلانے والوں میں بنائے اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے ملک میں خیر کی ہوائیں چلائے اور اس کے رہنے والوں کی طرف اسلام کا نور لوٹائے تاکہ خلافت راشدہ اسلامیہ کی صبح نئے سرے سے نمودار ہو۔

گاجر دل کے امراض کا بہترین تریاق

از:۔ حکیم محمد طارق محمود چغتائی

زمین کے اندر پیدا ہونے والے پھلوں میں سب سے خوشنما اور لذیذ چیز گاجر ہے۔ واضح رہے کہ بعض اطبا گاجر کو سبزی تسلیم کرتے ہیں اور بعض پھل۔ لیکن میرے خیال میں اس کے فوائد اور خواص کو سامنے رکھیں تو اس کا شمار اعلیٰ ترین پھلوں میں ہوتا ہے

گاجر اور دل

مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں امراء کے لیے اسباب پیدا کیے ہیں وہیں غرباء کے لیے گاجر کو پیدا فرمایا ہے۔ آج ہر طرف دل کے امراض کا چرچا ہے، ہر آدمی اپنے آپ کو دل کا مریض سمجھتا ہے ایسی کیفیت میں گاجر دل کے مریضوں کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے، ہائی بلڈ پریشر دل کی دھڑکن اور پھڑکن کے لیے گاجر ایک مفید غذا ثابت ہوئی ہے اگر گاجر کو دودھ کے بغیر پکا کر اس میں کچھ شہد سے مٹھاس پیدا کریں اور پھر ذریعہ لذت، کام و دہن بنائیں تو یہ دل کی اس کیفیت میں جس میں خون کے چربیلے مواد کی زیادتی ہو اپنے خاص عمل سے اس چربیلے مواد کو کم کرنے میں موثر ہے۔ گاجر کا تازہ جوس اس کا حلوہ اور اس کا شربت بھی دل کے امراض کے لیے مفید ہوتا ہے اگر آپ گاجر کا شربت بنا کر رکھیں تو موسم گرما میں اس سے بڑھ کر کوئی مشروب بہترین نہ ہوگا۔ یہ مشروب دل کے تمام امراض سے بچاتا ہے، پیاس کی شدت میں بطور تسکین بہت کارگر ہے۔ گرمی برداشت نہ کرسکنا، دل کی مسلسل دھڑکن، منہ کی خشکی، پیاس ختم ہونے کا نام نہ لے، پیشاب کی شدت وغیرہ امراض کے لیے بے حد مفید ہے۔ اس کی مکمل ترکیب تیاری چونکہ کچھ مفصل ہے اس لیے جوابی لفافہ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

گاجر اور بے خوابی

خشکی کے مریض گاجر سے بہت فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ ساری رات جاگنا نیند نہ آنا، اس کے علاوہ بے خوابی کی تمام کیفیات میں گاجر کا مسلسل استعمال بہت مفید ہے ایک مریضہ کو دواخانہ میں انتہائی کیفیت میں لایا گیا موصوفہ کا بلڈ پریشر گزشتہ تین دنوں سے انتہائی ہائی تھا، کسی دوا سے کم نہیں ہوتا تھا۔ احقر نے مختصر سی دوا کے ساتھ گاجر کا استعمال کرایا۔ مریضہ حیرت انگیز طریقے سے تندرست ہو گئی۔ ایسے ہی لاتعداد مریض بے خوابی اور ہائی بلڈ پریشر اس ترکیب سے تندرست ہوئے ہیں۔

جگر کی حرارت

بعض اوقات مختلف اسباب سے خاص طور پر صفراء کی زیادتی کی وجہ سے جگر کی حرارت بڑھ جاتی ہے مریض کا منہ خشک، چہرہ بے رونق اور بے چینی، پیاس کی زیادتی ہوتی ہے۔ ایسے میں گاجر کا استعمال چاہے جوس، مربہ، حلوہ یا شربت یعنی جس صورت میں ہو انتہائی مفید ہے۔

ورم جگر

جگر کی ورم اور سختی کو دور کرنے کے لیے گاجر کا استعمال از حد مفید ہے۔ جب جسم کے اندر صفراء کی زیادتی ہوجاتی ہے تو صفراء کی تیزی توڑنے کے لیے اور جگر کی ورم اور دیگر علامات ورم جگر کو ختم کرنے کے لیے گاجر کا استعمال بہت مفید ہے۔

یرقان

یرقان کے مریضوں کے بارے میں احقر کا گاجر سے علاج کا وسیع تجربہ ہے۔ جب یرقان کی تمام علامات مریض یرقان پر واضح ہوتی ہیں تو

اس صورت میں گاجر کا ہر طرح استعمال بہت مفید ہے۔

گاجر اور الرجی جب خون کے اندر فاسد مواد اکٹھے ہو جاتے ہیں اور خون کی حدت بڑھ جاتی ہے تو ایسے میں گاجر کا استعمال بہت مفید ہے کیونکہ گاجر خون کی تعدیل کرتی ہے اور جسم کے اندر تمام فاسد مواد کو پیشاب کے ذریعے خارج کرتی ہے۔

دماغی کمزوری دماغی کمزوری عالمی مرض کی صورت میں رونما ہوئی ہے اور اس کے لیے جتنی بھی ادویہ تیار کی جا رہی ہیں سب ادویہ اس دماغی کمزوری کے سامنے ناکام نظر آتی ہیں ایسے میں گاجر کا استعمال دماغی کمزوری کا بہترین علاج ہے۔ اگر گاجر کے حلوے کے اندر چاروں مغز، مغز بادام، الائچی خورد ڈال کر حلوہ بنا کر استعمال کیا جائے تو یہ ترکیب دماغی کمزوری کے لیے از حد مفید ہے۔ اس طرح نظر کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے گاجر کا استعمال ہر طرح مفید ہوتا ہے۔

پیشاب کی جلن گاجر پیشاب کی گرمی، پیشاب زردی مائل جلن اور تیزی کے ساتھ آئے تو ایسی کیفیت میں گاجر کا استعمال از حد مفید ہے۔ ایک مریض عرصہ سولہ سال سے ادویہ کے استعمال سے پیشاب کی جلن کا شکار تھا، جو کسی طرح بھی ٹھیک نہ ہو رہا تھا گاجر کا جوس اور مربہ کچھ ادویہ کے ساتھ استعمال کرایا گیا مریض بالکل تندرست ہو گیا۔ یہی فائدہ گاجر کے شربت میں ہے۔

دردِ دل گاجر دل کے درد کے لیے از حد مفید ہے۔ دل کا وہ درد جس کا سبب صفرا ہو اس کے لیے گاجر کا استعمال بہترین فوائد کا حامل ہے۔

کدو دانے تمام ادویات پیٹ کے تمام قسم کے کیڑوں کے لیے مفید نہیں ہوتی لیکن اگر آنتوں کے اندر کدو دانے جنھیں ٹیپ ورم کہتے ہیں اپنی جڑیں مضبوط کیے ہوئے ہوں تو گاجر کا مسلسل استعمال کرنے سے وہ یا تو مر کر پاخانہ کے ذریعہ نکل آتے ہیں یا زندہ ہی باہر نکل آتے ہیں۔

آدھے سر کا درد دردِ شقیقہ کی وہ قسم جس میں صفرا کی زیادتی ہو اور مریض درد سے بے چین و بے قرار ہو گاجر کا استعمال انتہائی مفید ہے۔ احقر کی والدہ محترمہ کو پچھلے دنوں آدھے سر کا درد ہوا دوا کے ساتھ جب گاجر کا جوس استعمال کرایا گیا تو حیرت انگیز فوائد سامنے آئے۔

الغرض اگر صفراوی امراض میں گاجر کو سوچ سمجھ کر استعمال کرایا جائے تو یہ کسی بڑے تریاق سے کم نہیں ہے۔

امیر معاویہؓ صفحہ ۱۹ کا بقیہ

جاتا تو چوکی پر تازہ گھوڑے میسر ہوتے تھے۔ یہ چوکیاں تھوڑی تھوڑی مسافت کے فاصلہ پر بنائی گئی تھیں۔ اسی طرح خبر ایک مقام سے دوسرے مقام پر جلد اور با آسانی پہنچ جاتی۔

سیدنا معاویہؓ نے جہاز سازی کا پہلا کارخانہ مصر میں قائم کیا۔ سیدنا معاویہؓ نے اپنے عہد میں بہت سی نئی مساجد تعمیر کرائیں اور پرانی مسجدوں کی مرمت کرائی۔

وفات

۲۲ رجب المرجب ۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ ۱۹ سال ۵ ماہ مسندِ خلافت پر فائز رہے۔ امیر معاویہؓ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ اور چادر مبارک تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اور کچھ ناخن بھی آپ کے پاس تھے۔ وفات کے وقت سیدنا معاویہؓ نے وصیت کی کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کپڑوں میں لپیٹ دیا جائے اور بال اور ناخنوں کو باریک کتر کے کچھ منہ میں اور میری ناک میں رکھ دیے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دمشق میں آپؓ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

دسترخوان

ریحانہ نواب کلکتہ
عذرا جبیں دہلی

مرغ کے کباب

اشیاء
مرغ ــــ ایک عدد
بکری کا قیمہ ــــ ۲۵۰ گرام
گھی ــــ ۱۲۵ "
بڑی الائچی ــــ ۳ "
لونگ ــــ ۳ "
پیاز ــــ ۱۲۵ "
ادرک ــــ ۱۰ "
دھنیا ــــ ۱۰ "
دہی ــــ ۲۵۰ "
نمک ــــ ۲۵ "

ترکیب: قیمہ میں پانی، نمک، دھنیا اور گھی ملا کر معمولی دو پیازہ پکائیے اور سیخ پر چڑھا دیجیے۔ دہی میں پسا ہوا مصالحہ ملا کر مرغ پر لگائیے۔ باقی مصالحہ میں دہی اور گھی آمیز کر کے کوئلوں کی آگ پر رکھ کر چٹنی بنا لیجیے۔

بوٹیوں کے کباب

اشیاء
گوشت اچھے قسم کا ــــ ایک کلو
گھی ــــ آدھا "
لونگ ــــ ایک گرام
مرچ ــــ ۳۵ "
الائچی بڑی ــــ ۱ "

ترکیب: پہلے مچھلی کے ٹکڑوں کی طرح گوشت کی بوٹیاں بنا لیجیے۔ اب مصالحے اور حسبِ پسند نمک ملا کر انھیں گھی اور پانی میں گلائیے۔ جب گوشت کی بوٹیاں گل جائیں تو شوربہ علاحدہ کر کے اس میں بیسن اور مصالحہ ملا دیجیے، اور گوشت کے ٹکڑوں پر لگا کر گھی میں تلیے، اور لہسن اور لیموں کے عرق میں غوطہ دے کر ایک گھڑی رکھ چھوڑیے۔ نہایت ہی لذیذ کباب ہوتے ہیں۔

آلو کے کباب

اشیاء
آلو ــــ ایک کلو
گھی ــــ چار سو گرام
لونگ ــــ ۲ "
دہی ــــ ۲۵۰ "
بڑی الائچی ــــ ۲ "
ادرک ــــ سو "
زعفران ــــ ۲ "
لہسن ــــ ۵۰ "
خشخاش ــــ ۶ "
کالی مرچ ــــ ۶ "
بیسن ــــ ۱۲۵ "
سرخ مرچ ــــ ۶ "

ترکیب: آلوؤں کو صاف پانی میں دھونے کے بعد ابالیے اور ان کو چھیل کر اتنا ملیے کہ گوندھا ہوا جیسا بن جائے۔ پھر تمام مصالحے اور بگھری ہوئی پیاز اس میں ملا لیجیے۔

اگر آپ کے شوہر پتیلی کے گول کباب پسند کرتے ہوں تو گول کباب پتیلی میں پکائیے اور اگر شامی کباب پسند کرتے ہوں تو ٹکیاں بنا کر گھی میں تل لیجیے۔

بچوں کا گوشہ

گھسیٹا

(دوسری آخری قسط)

مائل خیرآبادی

ڈبے میں سارے ہی لوگوں کو مزہ آنے لگا۔ ایک بابو نے ہنس کر کہا "اگر اس تان کے ساتھ ویسے ہی پیسے مانگے تو بڑی رقم پا سکتا ہے اس پالش کی کیا ضرورت ہے۔

"کیا مطلب بابو! کیا میں بھیک مانگوں؟"

"ہاں مطلب یہی کہ جب تمہارے پیر نہیں ......؟"

"بابو جی، پیر نہیں تو کیا ہوا ہاتھ تو ہیں پھر کیوں بھیک مانگوں۔"

اور پھر اس نے گیت شروع کر دیا۔

میرا نام ہے گھسیٹا مجھ کو ممی نے ہے پیٹا
اتنا بڑا کیا پال پال کے پیسے دینا بابو حلال کے

اب تو لوگ ہنس پڑے، اسے اس کی کچھ پروا نہیں تھی کہ کون ہنس رہا ہے۔ اس نے تھیلے سے ایک کپڑا نکالا اسے لمبا لمبا تہہ کیا پھر ایک جوتا گھٹنوں میں دبایا اور اس پر کپڑے کے دس پانچ گھسّے دیے اور رٹتا رہا پیسے دینا بابو حلال کے، ہاں بھئی حلال کے جیب سے نکال کے اور اسی طرح دوسرے جوتے پر۔ جوتے چم چم ہو گئے، اس نے کہا لیجئے بابو جی دیکھئے۔

انہوں نے جوتا پہنا دیا۔ پندرہ پیسے تھیلے میں ڈالے پھر چٹیاں پکڑ کر آگے کو اچھلنے والا ہی تھا کہ بابا نے کہا۔

"لے بھائی اس پر بھی" اور انھوں نے اپنے جوتے اتار دیے۔

"اچھا بابو جی!" اور پھر ایک اور بابو نے اپنے جوتے اتار کر بڑھا دیے اور پھر کئی آدمیوں نے بھی۔

"اچھا بابو جی!" اس نے کئی جوڑ جوتے سمیٹ لیے اس کے بعد وہ ایک جوتے کی گرد برش سے صاف ہی کر رہا تھا کہ دو لڑکے بھیڑ میں سے ہوتے آ گئے، ان کے گلوں میں بھی تھیلے تھے اور وہ بھی نیکر اور نیلی قمیص پہنے ہوئے تھے۔

"ارے گھسیٹا تو یہاں ہے لا مجھے بھی دے کچھ کام۔"

"یہ دیکھو کئی جوڑ ہیں۔ نکالو نا برش۔"

"ارے اس نے اپنا کام ان دونوں کو دے دیا" کئی آدمیوں نے تعجب کے ساتھ کہا۔

"آبے ڈیڑھو! ادھر آ میرے پاس بیٹھ جا،" گھسیٹا سمٹ کر بیٹھ گیا دونوں لڑکے اس کے پاس بیٹھ گئے اور پالش کرنے لگے۔ اور اب جب گھسیٹا نے اپنی تان اڑائی تو دونوں نے بھی اس کی آواز سے آواز ملائی۔

میرا نام ہے گھسیٹا مجھ کو ممی نے ہے پیٹا
اپنے آگے ٹھال کے پیسے دینا بابو حلال کے

ایک ہنسی کا زوردار قہقہہ ڈبے میں بلند ہوا جو کھڑے تھے انھوں نے بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پھر دیکھتے دیکھتے وہ لوگ جو زیادہ جگہ لے بیٹھے تھے سمٹ کر بیٹھنے لگے۔ اب کچھ لوگ کھڑے تھے مگر ان پالش کرنے والوں کو اس کی پروا نہیں تھی۔ ان کے داہنے اور بائیں ہاتھ اِدھر اُدھر جاتے۔ ان کے ساتھ ہی سر پر پھر جاتے اور تان اڑ جاتی۔

میرا نام ہے گھسیٹا مجھ کو ممی نے ہے پیٹا
سارے برتن کھنگھال کے پیسے دینا بابو حلال کے

ٹھیک اسی وقت گاڑی نے سیٹی دی ٹھیک اسی وقت ڈبے کی کھڑکی سے کسی نے بستر پھینکا اگر میں نہ دیکھ لیتا تو گلو کے چوٹ ضرور آ جاتی۔ میں نے روک لیا اور کہا آ جائیے اور شریمتی جی کو بھی لے آئیے آپ کے لیے جگہ نکل آئے گی۔

لڑکوں نے جلدی جلدی جوتوں کو چم چم کیا پیسے لیے اور چلے گئے۔

میں سوچنے لگا خوب ہے یہ گھسیٹا اگر بھیک مانگتا تو اس سے زیادہ پیسے پا جاتا لیکن "پیسے دینا بابو حلال کے" خوب ہے یہ بول اور پھر اس کے سارے گیت کے بولوں پر دھیان دیا تو اس میں کوئی تک نہ تھی ہاں مزیدار خوب تھے پھر میں نے سوچا اس میں کچھ نصیحت بھی تھی یا نہیں؟ میں مسکرا دیا۔

اس سے زیادہ نصیحت اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوگوں نے دوسرے لوگوں کو جگہ دے دی کیوں اور کیسے؟

بس اس وجہ سے کہ گھسیٹا خود دوسرے لڑکوں کا حامی نظر آیا اور اس کے گیت نے لوگوں کی ہمدردی کو اور بھی چمکا دیا۔ میں اسے جلتے دیکھتا رہا وہ چٹ چٹ کرتا ڈبے سے پلیٹ فارم پر جا کودا اور ٹرین رینگنے لگی اور گھسیٹا کی یاد میرے دل میں چھوڑ گئی۔

بقیہ: مکہ مکرمہ

اسی محلہ میں تھیں اور ابوجہل بھی یہاں ہی رہتا تھا۔ محلہ الغنزہ، شعب بنی عامر، شامیہ، القرارہ، سوق اللیل، السلیمانیہ، المعابدہ، النقا، الفلق، حارت الباب اور محلہ العزیزیہ کا شمار بھی مشہور محلوں میں ہوتا ہے۔

القریٰ یونیورسٹی مکہ معظمہ میں ہے۔ حاجیوں کی تعداد میں ہر سال اضافے کے پیش نظر حرم مکی کی توسیع ضروری تھی اور ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا کہ اس کے قرب وجوار میں بھی توسیع و ترقی ہو تاکہ حجاج کو پیدل چلنے اور ان کے لیے گاڑیاں کھڑی کرنے میں سہولت ہو۔ چنانچہ عوام سے اشتراک کر کے .. ۱۵ ملین ریال کی لاگت سے ایک عظیم رہائشی منصوبے کا آغاز خادم حرمین الشریفین نے کیا جو بارہ برجوں پر مشتمل ہے اور اس کے اندر ۴۶ عمارتیں ہیں جو تین قسم کے رہائشی فلیٹوں پر مشتمل ہیں جس میں ایک دو اور تین کمروں کے فلیٹ ہیں اس عظیم بلڈنگ میں کمرے، مسجد، کمرشل مارکیٹ، دفاتر، اسپتال، تالملت، سایہ دار راستے وغیرہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے حجاج کو رہائش کی قریب تر تمام سہولتیں حاصل ہوں گی۔ مکہ مکرمہ شہر کی خوبصورتی، مقدس مقامات کی کشادگی تعمیر و تزئین اور ڈیولپمنٹ کے بارے میں شاہ فہد نے کہا مقدس مقامات پر بلا حساب و کتاب دولت صرف کی جائے مکہ معظمہ کے بارے میں دو جہاں کے والی نے فرمایا اے مکہ! تو کتنا ذی شان شہر ہے اور مجھے کس قدر محبوب و مرغوب ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔

اللہ والوں کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں دو بھائی تھے ان میں ایک کماتا تھا اور دونوں کھاتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشہ ور نے اپنے بھائی کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: شاید تم کو رزق اسی کے سبب سے ملتا ہو۔

(ترمذی)